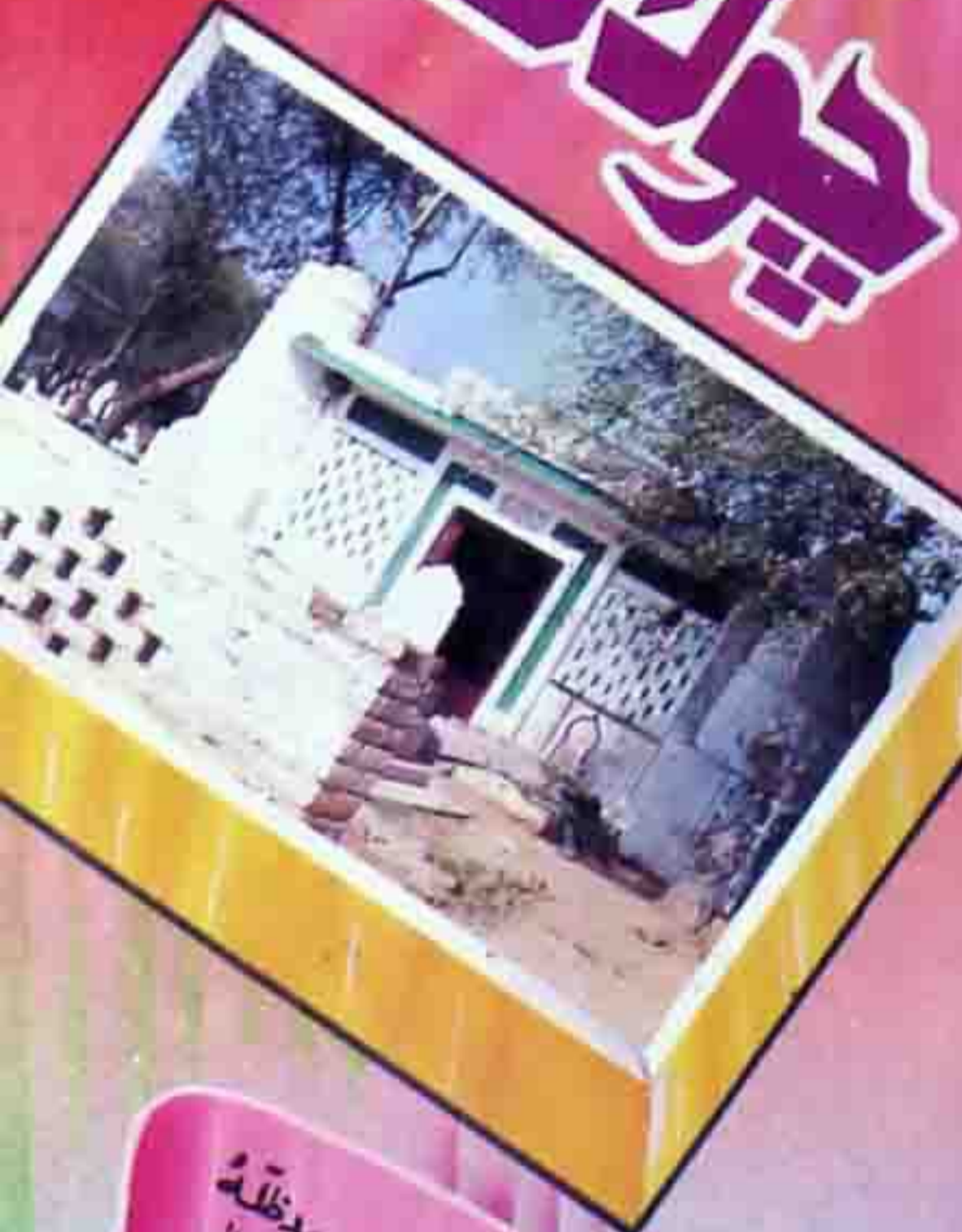




فیضانِ پیراہی



بظنِ عنایت
احاج صاحبزادہ **عبدالرحمن**
ڈاکٹر
مدظلہ
الغالی

فیضانِ کرم
حضرت پیراہی
پیر محمد پیراہی
مدظلہ

سیت زارہ
سرپرست پیراہی
محمد بدر الدہی
نیشنل پبلسٹی، ٹنڈی
نیشنل پبلسٹی، ٹنڈی
سجادہ پبلسٹی، ٹنڈی

حسن بخت نور
 نبی کریم ﷺ
 در ایام محبت و محبت
 مصطفیٰ

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهَا

نہ رئیس ہوں، نہ امیر ہوں نہ میں بادشاہ نہ وزیر ہوں
 تیرا عشق ہے میری سلطنت میں اسی کا ادنیٰ فقیر ہوں
 ہے تیرے خیال کا معجزہ مجھے اس سے بڑھ کے ملے گا کیا
 اے جمال احمد مصطفیٰ تیری روشنی کا اسیر ہوں
 تیرے نقش پا کے طفیل ہی مجھے روشنی کے نگر ملے
 ہے جو خاک تیرے دیار کی میں اسی کا عشرِ عشر ہوں
 میرے پاس ساغرِ جم نہیں مجھے پھر بھی کوئی الم نہیں
 تیری اک نگاہِ نیاز سے میں جہاں میں سبکے امیر ہوں
 ہے تیری طلب میں جو سرگراں میرے ذوقِ عشق کا کارواں
 جو ہے مدتوں سے رواں دواں میں وہ ایک جمِ غفیر ہوں
 مجھے بخش ہمت و حوصلہ کہ میں کارزارِ حیات میں
 جو نہ کھل سکی وہ کمان ہوں جو نہ چل سکا میں وہ تیرا ہوں
 ہے جو نعت احمد مصطفیٰ ہی درسن ہے نجات کا
 میں غلامِ سید مرتضیٰ میں گدائے شاہِ کبیر ہوں

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

قطب عالم غواص بحر عرفان مدین علم یقال

دوران
مادی

نقصان
مادی

حضرت بابو اجی فقیر محمد پور اہلی



فیضانِ توراہی

بظلم عنایت مظلمہ

حضرت صاحبزادہ طاہر غلام مجاہد

بزرگ برکتی صاحبزادہ حضرت محمد زید الرحمن پور اہلیہ حضرت بابو اجی بیجا پورہ

ارادت
جمیل
زبان
نقشبندیہ

ادارت
مؤقر محمد اجمل ہشتی
پور اہلیہ

مہیاں
نذر حسین
اعلیٰ بنیم
نقشبندیہ پور اہلیہ
فیصل آباد

مقام دربار عالیہ پورہ شریف
اشاعت ضلع اشک

حقوق طبع و اقتباس و تقلید محفوظ ہیں

فہرس

۱- تقدیم	۵- تذکرہ حضرت خواجہ
۲- ۲- بصیبت فقرا	فیض اللہ
۳- نصاب طریقت - (حسن ارادت)	۶- افادات باہور
۴- تذکرہ حضرت حافظ	۷- سلسلہ رشد و ہدایت
سید جمال اللہ	۸- بزم نقشبندیہ چوراہیہ
	۹- مہولہ پنچھی

اشاعت جلد اول ————— ۱۹۹۲ء

تعداد ————— ۱۲۰۰

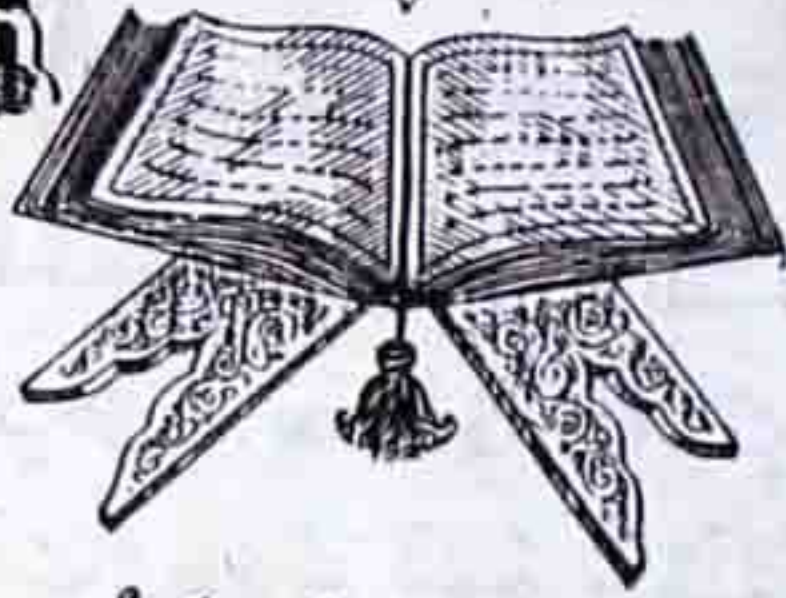
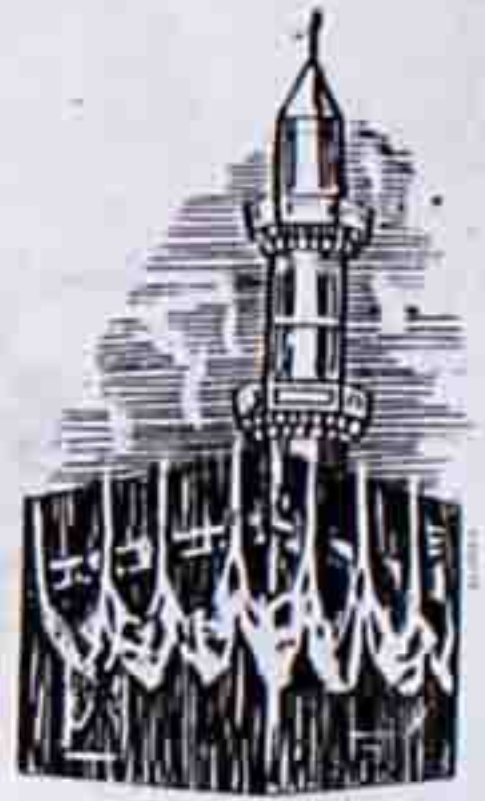
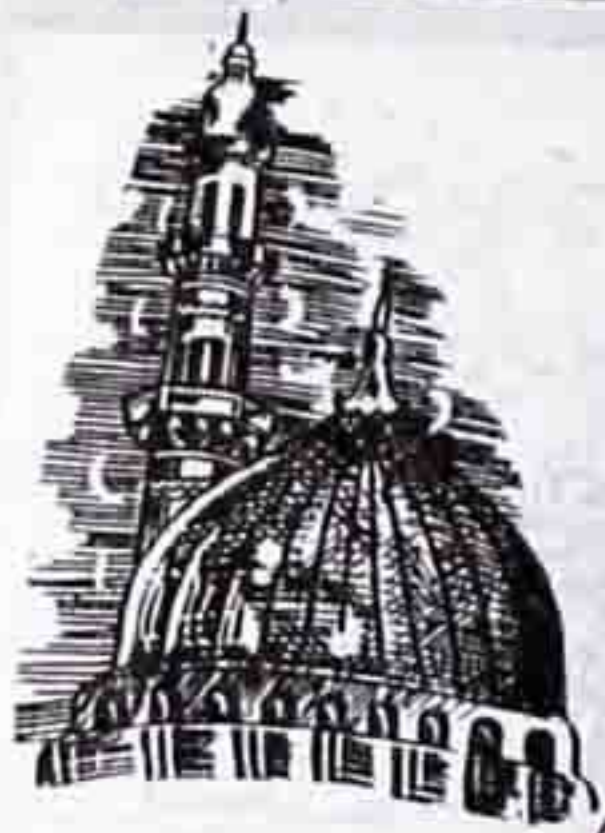
اشاعت جلد دوم ————— ۱۹۹۲ء

تعداد ————— ۱۲۰۰

قیمت

۱۵ روپے

کتابت و ترمیم : محمد یوسف گوندل (رضیہ محلہ) کمرہ ۱۳۱ راول پارک لاہور



سیما جانب بطحا گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

به بر این جان مشتاقم در آنجا
فدائے روضہ خیر البشر کن

توئی سلطان عالم یا محمد
ز روئے لطف سوائے من نظر کن

مشرف گر چه شد بامی ز لطفش
خدا یا این کرم بار دگر کن !

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقديم

حَمْدُكَ وَنُصْرَتِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَا بَعْدُ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِنْهُمْ
 يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
 وَجَعَلَ لِمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ سُلُوكًا إِلَى اللَّهِ وَرِثَةً مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
 وَقَدْ فَتَحَ قُلُوبَ الْعُلَمَاءِ بِمِفْتَاحِ الدِّيَانِ وَنَوَّرَ صُدُورَ الْعُرَفَاءِ بِمِصَابِيحِ الْإِيقَانِ وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ أُمَّةً
 يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
 وَبَعَثَ لِهَذَا الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يَجِدُ دَلِيلَهَا دِينَهَا وَأَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَأَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ
 وَأَبْلَغُ التَّسْلِيمَاتِ عَلَى أَفْضَلِ الْبَشَرِ الْمُبْعُوثِ إِلَى الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ
 فَخْرًا الْمَوْجُودَاتِ وَمُتَفَخَّرًا الْمَخْلُوقَاتِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 فَجُودِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُصْطَفَى
 أَحْمَدِ بْنِ الْمُحَمَّدِ وَعَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ
 وَعَلَى آلِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ وَسَائِرِ أَصْحَابِهِ الرَّضِيِّينَ
 حَمَلَةَ عُلُومِهِ وَتَقْلِيدَةِ آدَابِهِ خُصُوصًا عَلَى خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

وَالْأَوْلِيَاءِ الصَّادِقِينَ وَاجْتِدِ الْعَزِيزِينَ مِنْ سَلَاةِ
 أَرْبَعٍ وَخَاتَمِهَا أَرْبَعٌ عَشْرُونَ كَمَا يَلِيْقُ بِرَاتِبِهِمْ
 الْعُظْمَى وَدَرَجَاتِهِمُ الْعُلْيَا أَجْمَعِينَ -
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا
 أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ مِائَةً مِائَةً أَلْفٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
 وَصَلِّ عَلَيْهِ -

اما بعد قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيدِ
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ -
 اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو (انتہائی محتاط ہو کر زندگی بسر کرو)
 اور صادقین (سچوں) کے ساتھ ہو جاؤ، "کُونُوا" فعل امر ہے۔

مراد یہ کہ صادقین کی صحبت اختیار کرنا۔ فرمانِ خداوندی اور نص
 قطعی ہے اور ان صادقین کی تعریفِ قرآنِ حکیم میں یوں ہے کہ قَالُوا
 رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَمَامُوا - انہوں نے اللہ کی ربوبیت کا محض
 زبانی اقرار نہیں کیا ہوتا۔ بلکہ ان کی استقامت ان کے اقرار کی منظر
 ہوتی ہے۔ اب ہر شخص اپنے دامن میں تھانک کر دیکھ سکتا ہے کہ وہ
 صادقین کے خدائی معیار پر کہاں تک پورا اترتا ہے؟ اور پھر وہ
 یقیناً محسوس کریگا کہ اسے بحکمِ خداوندی "سچوں" کی صحبت کی کس قدر

شدید ضرورت ہے۔

نبی کریم رَوَى الرَّحِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أَسَى آيَةِ كَرِيمِيَةِ كِي وَضَا
مِي نَرَايَا: مَثَلُ الْجُلَيْسِ الصَّالِحِ كَصَاحِبِ الْمِسْكِ وَالْجُلَيْسِ السُّوءِ
كَيُرَا الْحَدَادِ يُحْرِقُ بِيَدِكَ أَوْ شَوْبِكَ أَوْ مِنْهُ
رِيحًا خَبِيثَةً - (رواة البخاری فی الیاب المسك
والعطار)۔

صالح شخص کی ہم نشینی کی مثال صاحب مشک کی سی ہے اور برے
شخص کی صحبت کی مثال لوہے کی گرم بھٹی کی سی۔ صاحب مشک سے یا
تو تو مشک خریدے گا۔ ورنہ خوشبو تو ضرور آئے گی جبکہ گرم لوہے
کی بھٹی کا قرب بدن اور کپڑوں کو جلا دیتا ہے اور اس سے بری
(بدبودار) ہوا ملے گی (جس کا جسم و روح پر اثر واضح ہے)
اہل اللہ اور صلحا کی ہر وقت کی صحبت سیرت آنا ممکن نہیں کہ کار
جہاں دراز ہے البتہ ان کی سیرتوں کا احوال۔ ان کے ملفوظات اور تحریریں
اصلاح قلب و روح کا موثر اور مجرب نسخہ ہیں۔ اس سے نظر میں اصلاح
اور قلب میں استفادہ کا جذبہ ابھرتا ہے اور یہ قالب سے متجاوز ہو کر
قلب و روح کو صاف و صیقل کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہے۔
اہل اللہ خصوصاً مشائخ طریقت کی سیرت مدد کرتے ہوئے عقیدت
کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کو آسمان فریاد تک پہنچا دیا جائے۔ اور یہ کچھ غلط
بھی نہیں ہوتا۔ یوں غلط اور مبالغہ کا خدشہ دامن گیر نہ رہے۔ جبکہ یہ اللہ

والے اس خواہش و تمنا سے یکسر بے نیاز ہوتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ معاملہ دل - دل و نگاہ کی زبان ہی میں ادا ہوں اور زبانِ قلم ایسی ندیم دوست ہو۔ جو بولتے دوست کو دوشِ قرطاس کی زینت بنائے۔ اس لئے رھنے مشائخ متقاضی ہوتی ہے۔ کہ دامنِ احتیاط پر گرفت نہایت مضبوط ہو اور صرف اشارات کی مدد سے ہی مسافر راہِ سلوک کو منزل کا پتہ دیا جائے۔ اسی نقطہ نظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیضانِ چوہی کا یہ دوسرا مجلہ پیش خدمت ہے۔

اس کام کا آغاز تو گزشتہ سال بطلِ عنایت شیخ مکرم جناب صاحبزادہ محمد بدرالدھی مدظلہ العالی برادرِ رانا محمد جمیل صاحب نے کیا تھا۔ مگر اولین مجلہ کی تدوین کے دوران ہی پیرانِ چورہ شریف کا ٹھٹھا مارتا فیضانِ کرم اس عاجز کو اس کارِ خیر میں شریکِ عمل کرنے کا سبب بنا اور اس ناقص و ناکس کو اپنی کرم گسترلوں کی لپیٹ میں لیکر اس کی کم علمی و بے بضاعتی کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس کی تدوین کی گراں ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈال کر خود مدد و معاون ہوا۔

رانا محمد جمیل کی استعانت و معاونت اس راہ کے بہرنگ گراں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوئی۔ ان کی کاوشیں رنگ لائیں۔ ان کی اپنے مشائخِ کرام سے والہانہ عقیدت کا ثمرہ ہے کہ دورانِ تدوین جہاں جس کتاب / حوالے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موصوف اسے کوہ قاف کی غاروں سے بھی ڈھونڈھ لئے۔ یوں اس کے مواد کو جمع کرنے کا زیادہ سہارا نا صاحب کے سر ہے۔ التذرت العزت ان کی مساعی جمیلہ کو بارگاہ

خداوندی و دربار چوراہی خصوصاً حضرت باواجی فقیر محمد و اولادہ میں قبول و منظور فرمائے۔ اس کی کتابت و طباعت میں بھی ان کی سعی و جہد نہ صرف قابل تحسین بلکہ قابل تقلید ہے۔

اس مجلہ میں سرخیل اتقیاء فخر الاولیاء حضرت شاہ جمال اللہ گیلانی رومی علیہ الرحمۃ اور شناور بحر طریقت۔ واقف اسرار حقیقت، جد اعلیٰ برین چورہ شریف حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی قدس اللہ سرہ العزیز کی سیرت کی خصوصی تدوین ہے۔ ان ہر دو اکابرین نے روحانی طور پر اس امر میں جو شفقت و رہنمائی فرمائی اسے احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں مگر یہ کہا جائے کہ ہر حوالہ اور ہر اہم نکتہ ان دونوں کی براہ راست فیض رسانی کا مظہر ہے تو غلط نہ ہوگا۔ رَبُّ الْعِزَّتِ ان کے فیضان سے تاقیامت امت مسلمہ کو مستفید فرماتا ہے۔ آمین

تحدیث نعمت ہوگی اگر اس امر کا اعتراف نہ کیا جائے کہ اس مجلے کا ہر لفظ کم و بیش پورے استفادے اس لئے پیش کرنا ممکن ہوا کہ ہر حوالہ پوری سند کے ساتھ دستیاب ہوا اور اس میں اس عاجز کی نگرانی تک دو تو ضرور تھی مگر عملاً بمتوسط رانا محمد جمیل تاید و معاونت حضرت مکرم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہ جن کی بصیرت افزا یادداشت اور رہنمائی سرمایہ ملت ہے) کی تھی۔ یوں بغیر زیادہ بھاگ دوڑ اور سعی کے مناسب مواد میسر آتا پیدا گیا اور صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہون ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس کے بعد کا مجلہ مزید بہتر ہو گا اور کیوں نہ ہو۔ وہ قطبِ نبیوں
ہادیوں دورانِ حضرت باواجی فقیر محمد چوہرا ہی قدس اللہ سرہ العزیز
کے سونے عرس مبارک پر منصہ شہور پر آنے والا ہے۔

تالیفی مراحل میں مکرمی میاں نذیر حسین صاحب امیرِ اعلیٰ بزم
لقبندیہ چوہراہیہ و منصرم اعلیٰ تعمیراتی کونسل دربار چوہرہ شریف کا
ذکر لیسہ تشکر اس لئے اشد ضروری ہے کہ ان کی مشاورت و
استمدادِ فکر بھی فیضانِ حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
خصوصی منظر ہے۔

اللہ رب العزت سے استدعا ہے کہ اس کوشش و کاوش
سے وابستگانِ دربارِ عالیہ چوہرہ شریف کو بالخصوص اور متوسلین
سلاسل تصوف کو بالعموم مستفید و مستفیض فرمائے۔
آمین ثم آمین۔

طالبِ دعا

بندۂ عاصی

محمد اجمل چشتی (محمودی الگولڑوی)



فضیلت صحبت فقرار

لے عن ابی دردا عن النبی صلعم قال البغونی فی ضعفاء کم قانما
 تُرزقون أو تنصرون۔ یعنی ابی دردا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
 خدا صلعم نے کہ مجھ کو اپنے فقیروں میں ڈھونڈو۔ پس انہی کی بدولت تم کو
 روزی اور نصرت نصیب ہوتی ہے۔ یعنی فقیروں سے دوستی میں۔ میں
 ان کے پاس بیٹھتا ہوں اور وہ ایسے ہیں کہ ان کے طفیل تم کو رزق یا
 نصرت ملتی ہے۔ ایک روز بعض امراء عرب حضرت رسول خدا صلعم
 کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا جی چاہتا
 ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ لیکن ہر وقت یہ اصحاب
 صفہ رذیل و حقیر و فقیر و شکستہ حال آپ کے ہم نشین رہتے ہیں۔ ان کے
 ساتھ بوجہ عار ہم نہیں بیٹھ سکتے اگر ان کو اس وقت اٹھادیا جائے
 تو آپ سے کچھ مسائل دینی حاصل کر لیا کریں۔ معاً اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
 نازل فرمائی لے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ
 يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ رَبِّكَ
 عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَكَوْنْ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ یعنی مت ہنک
 اے محمد ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام۔ چاہتے ہیں اُسکا دیدار

لے اس حدیث کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے ۲۱۲۷ پ ۱۲ ع ۱۲۔ سورہ النعام

تجھے نہیں اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے اُن پر ہے کچھ۔ کہ تو اُن کو ہلاک دے پھر ہو جائے تو ظالموں میں حساب جائے غور ہے کہ اگر فقرا و تھوڑی دیر کیلئے اٹھائے جاتے تو کیا حرج تھا۔ بڑے بڑے عرب کے اُمراء مسلمان ہو جاتے۔ لیکن غیرتِ الہی نے کوارا نہ کیا کہ یہ ہمارے خاص دوست حقارت سے اٹھائے جائیں کوئی دین سیکھے یا نہ سیکھے یہ کسی کے کام میں حارج نہیں ہیں۔ نہ یہ کسی کو رنج دیں نہ اُن کو کوئی رنج دے کہ یہ ہمارے محب خاص ہیں۔ بلکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فقرا کی صحبت کو غنیمت جان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعِشْيِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمَنْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِ نَادَاتِهَا هَوَاهُ وَكَانَ امْرُؤًا فُرْطَاہ** یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طالب ہیں دیدار کے اور نہ دوڑیں آنکھیں تیری ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق دُنیا کی زندگی اور نہ کہا مان اُس کا جس کا دل کیا غافل ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے وہ اپنی خواہشوں کے اور اُس کا کام ہے حد پر نہ رہنا۔

ف: صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ ایک قوم نے جو رؤسا کفار سے تھے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ان پشیمینہ پوشوں، بے قدروں کو جیسے صہیب و بلال و عمار و خباب رضی اللہ عنہم ہیں کہ ان کے لباس و فرقوں کی بدبو ہم کو تکلیف پہنچاتی ہے کو دور کر دو تاکہ ہم آپ کے پاس آن کر بیٹھیں۔ اُس وقت

اے پ ۱۴ ع ۴۔ سورۃ کہف ۱۲ اے اس حدیث کو بیہقی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۱۲

یہ آیت نازل ہوئی اور لہجن کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور سبب نزول یہ تھا کہ ایک گروہ مولفۃ القلوب سے جیسے عیینہ بن حسن و اقرع بن حاس وغیرہ نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ ہم اشراف عرب ہیں۔ سلمان و ابوذر اور فقیر مسلمانوں کے پاس نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر آپ ان لوگوں کو الگ کر دیں تو ہم ان کو احکام شرع کی تعلیم پائیں۔ اُس وقت حکم نازل ہوا کہ اے محمد بس درویشوں کی صحبت پر صبر کر۔ اسی واسطے رسول خدا دعا کرتے تھے

لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْبِبْنِي مِسْكِينًا وَأُمَّتِي مِسْكِينًا وَأَحْسِرُنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ ه یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلعم نے یا اللہ زندہ رکھ مجھ کو مسکین، اور مار مجھ کو مسکین اور حشر کو میرا گروہ مسکین میں جب کہ رسول خدا صلعم نے فقراء کا مرتبہ خدا کے نزدیک بلند دیکھا تو آپ نے بھی ان میں شامل ہونے کی دُعا مانگی۔ یہاں مساکین و فقیر سے بھکاری و طماع و حریص دُنیا اور فقیر بے معرفت مراد نہیں بلکہ اُن فقراء سے مراد ہے جو صاحب معرفت ہیں اور انوار الہی سے اپنے سینے معمور رکھتے ہیں۔ لے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عِنْدَ كُلِّ عَالِمٍ إِلَّا عَالِمٌ يَدْعُوكُمْ مِنْ خَمْسٍ مِنْ شَيْءٍ إِلَى الْيَقِينِ وَمِنَ الرَّيَاءِ إِلَى الْإِحْتِلَاصِ وَمِنَ الرَّغْبَةِ إِلَى الزُّهْدِ وَمِنَ الْكِبَرِ إِلَى التَّوَضُّعِ وَمِنَ الْعَدَاوَةِ إِلَى التَّصْبِيحَةِ؛ یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اُس عالم کے پاس بیٹھو جو پانچ چیزوں سے - پانچ کی طرف بلائے۔ اول شک سے

۱۲ لہ اس حدیث کو ابو نعیم نے علیہ میں جابر سے نقل کیا ہے ۱۲

یعنی کی طرف دوسرے ریاہ سے اخلاص کی طرف تیسرے دنیا کی خواہش سے زہد کی طرف، چوتھے تکبر سے تواضع کی طرف۔ پانچویں عداوت سے خیر خواہی کی طرف اور یہ پانچوں باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں مگر فقراء اور اولیاء اللہ کی خدمت میں لے دَعْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ أَبِي خَلَادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا إِلَى الدُّنْيَا وَقَلِيلًا مَنُطِقًا قَاتِرًا بَوَامِنَهُ فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ۔

یعنی روایت ہے ابو ہریرہؓ و ابی خلاد سے کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت تم کسی بندے کو دیکھو کہ اُس کو بے رغبتی دنیا اور کم گوئی عطا ہوئی ہے تو اُس کے پاس رہو۔ البتہ اُس کو حکمت یعنی معرفت سکھائی جاتی ہے۔ پس نزدیکی ڈھونڈھ اُس سے اس لئے کہ وہ البتہ سکھایا جاتا ہے اور دی جاتی ہے اُس کو حکمت۔ یعنی معرفت، غرض اور بہت سی حدیثیں فقراء کی شان میں آئی ہیں۔ جس کو شوق ہو کتب احادیث میں دیکھے اس محضر میں نقل کی گنجائش نہیں۔ اس دعوے کے ثبوت کو یہ چند حدیثیں ہی کافی ہیں تاکہ انسان صحبت فقراء کو بہتر اور غنیمت سمجھے اور ان کی حالت ظاہری پر اعتراض نہ کرے اور چشمِ حقارت سے نہ دیکھے۔

خاکسارانِ جہاں را بہ حقارت بستگر

تو چہ دانی کہ دریں گہر دسوارے باشد

حُبِّ اولیاء کی اہمیت | اگر فقراء ربانی سے شرع شریف کے خلاف کوئی قول یا فعل نظر آئے تو بھی اہل ظواہر

۱۲ اس حدیث کو امام بخاری نے نقل کیا ہے ۱۲

ولی کو تکلیف دے (یعنی میرے ولی سے دشمنی رکھے) پس تحقیق میں ان کو خبردار کرتا ہوں ساتھ لڑائی کے اور نہیں نزدیکی حاصل کی میری طرف میرے بندے نے ساتھ کسی چیز کے کہ بہت محبوب ہو میری طرف اُس چیز سے کہ میں نے فرض کیا اُس پر اور ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی ڈھونڈتا رہتا ہے۔ میری طرف بہ سبب نوافل کے یہاں تک کہ میں اُس کو دوست رکھتا ہوں اور جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں ہو جاتا ہوں اُس کے کان جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہو جاتا ہوں اُس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے اور یہ بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو البتہ میں اُس کو دیتا ہوں اور اگر میرے ساتھ پناہ پکڑتا ہے تو البتہ میں اُس کو پناہ دیتا ہوں اور میں کسی چیز میں توقف و تردد نہیں کرتا کہ میں اُس کا فاعل ہوں۔ میرا تردد مومن کے نفس سے ہے کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اُس کی ناخوشی کو ناپسند رکھتا ہوں اور اُس کو موت سے چارہ نہیں، بھلا جائے غور ہے کہ جو خدا کا دوست ہو اور دوست بھی کیسا کہ خدا اُس کے کان، آنکھیں، ہاتھ، پاؤں ہو جائے اُس کے ساتھ دشمنی رکھنا خدا اور رسول صلعم کا دشمن بننا نہیں تو اور کیا ہے۔ گویا خدا اور رسول صلعم کیساتھ لڑائی کرتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفِهِمْ اے عزیز خدا اور رسول صلعم کے دوستوں سے محبت کرنا اور انکی خدمت میں حاضر ہونا، انکی صحبت کو خدا اور رسول صلعم کی صحبت سمجھنا۔ خدا اور رسول صلعم کی خوشنودی کا باعث ہے

نصابِ طریقت

(۱) حسنِ ارادت



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا عَلَى سَوَاءِ الطَّرِيقِ - وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَى رَسُوْلِهِ رُوُوْفِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ - اَمَا بَعْدُ
 سورة الحجرات میں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِرُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ
 وَرَسُوْلِهِ - وَاتَّقُوا اللَّهَ - إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ - وَلَا
 يَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ ۚ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ
 لَا تَشْعُرُونَ ۚ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے آگے نہ بڑھو۔ اور تقویٰ اختیار کرو (از حد محتاط رہو) بلاشبہ اللہ
 سمیعِ علیم ہے (یعنی علم اور سمع میں تمہاری ہر ہر حرکت اور
 نیت سے آگاہ ہے) اے ایمان والو! نبی کریم رُوُوْفِ الرَّحِيْمِ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ اور نہ آپ کو اس انداز سے بلاؤ جیسے
 تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو (عامیاناہ انداز اختیار کرنے پر گرفت ہے)

ایسا نہ ہو کہ تمہارے اس عامیانه پن کی وجہ سے کہ تمہارے اعمال برباد کر دیئے جائیں۔ اور تم کو اس کا شعور تک نہ ہو۔

اس فرمان رب العلیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ارشاد باری تعالیٰ نصابِ طریقت ہے۔ یاد رہے۔ کہ راہِ طلب کی پہلی منزل شریعت ہے شریعت کے لغوی معنی "شروع کرنا" یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف طریقت محمد مصطفیٰ علیہ تحیۃ و الثناء پر چلتے ہوئے بوسیلہ عبادت رجوع کرنا۔ نبی الانبیاء احمد مجتبیٰ علیہ تحیۃ و الثناء۔ کہ آپ ہی خلاصہ کائنات اور فخر موجودات ہیں۔ کا فرمان ہے۔ الدنیا مزرعة الآخرة۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ مولانا رومؒ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اے برادر! میں کھیتی میں جو کچھ تو بوٹے گا وہی آخرت میں کاٹے گا

گندم از گندم بروید جو ز جو

از مکافات عمل غافل مشو

شریعت کو اگر دریا تصور کیا جائے تو طریقت کی مثال کشتی کی سی ہے اور کشتی صرف دریا میں چلا کرتی ہے خشکی اور ہوا میں نہیں۔

شریعت را مقدم دارا کنوں

طریقت از شریعت نیست برین

فخر موجودات نبی کل کائنات محبوب رب العالمینؐ کا ارشاد ہے الشریعة اقولی والطریقة افعالی۔ شریعت مانند دودھ کے ہے اور طریقت مانند دہی کے۔

طریقت کا پہلا قدم طلبِ مرشدِ کامل ہے۔ وہ پابند شریعت ہوتا

ہے۔ اور طریقت کی راہ کا شناسا ہوتا ہے۔ خود کسی متصل سلسلہ

طریقت سے وابستہ ہو کر اپنے شیخِ کامل سے خلافتِ مجاز حاصل کر چکا ہوتا ہے اور حقیقت و معرفت کے علم سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ -

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے وسیلہ پکڑو۔ وسیلہ اصل حضور نبی پاکؐ ہی کی ذات ہے اور آپ ہی کے توصل سے چاروں خاندان اور چوتھے خاندان کے مشائخ کرام میں رائج ہے، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ (سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ) کے ایک مرید باصفانے بارگاہِ محبوبی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے میرے شیخ مکرم! مرید کیسا ہونا چاہیے۔ اور پیر و مرشد کیسا؟۔

جناب محبوب الہیؒ نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ فی الفور لاہور چلے جاؤ مرید نے نہ تو سمت دریافت کی نہ زادِ راہ کا فکر اس پر سوار ہوا۔ وہ یہ حکم مرشد و مولا سنتے ہی فی الفور عازم لاہور ہوا۔ قریہ قریہ۔ بستی بستی کا تو ذکر ہی کیا۔ اس نے جنگلوں بیا بانوں کا راستہ اختیار کیا اور منزل بمنزل لاہور آن پہنچا۔ درویش آدمی سوچنے لگا۔ کہ ہم بے مایہ لوگوں کا ٹھکانہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہی کی بارگاہ ہو سکتا ہے۔ یوں وہ حاضر بارگاہِ سید مجبورؒ ہوا۔ مجاورین اور خدام دربار کی دریافت پر اس نے بتایا۔ کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کے غلاموں میں سے ہے۔ انہوں نے فی الفور حاکم

لاہور کو اطلاع بہم پہنچائی۔ یہ حاکم کچھ عرصہ قبل دربار دہلی (مرکزی حکومت) کے زیرِ عتاب آیا تھا۔ اس نے منت مانی تھی کہ اگر اس عتاب سے گلو خلاصی ہوگئی۔ تو جناب محبوب الہی کی خدمت میں پانچ سو اشرفی طلائی بطور نذر پیش کرے گا۔ اللہ نے کیا۔ اس کی مشکل حل ہوئی۔ اب وہ منتظر تھا کہ دربارِ محبوبی کا کوئی متعلق ملے۔ تو اس کے ہاتھ یہ نذر آپ کی خدمت میں ارسال کرے۔ مذکورہ خادم کی آمد نے اسے نہال کر دیا۔ اور وہ سنتے ہی زیارت کے لئے دربارِ داتا صاحب میں حاضر ہوا۔ اور بعد از ملاقات اپنا مدعا بیان کیا۔ غلام نے بتایا کہ وہ دوسرے ہی دن واپسی کرنے کو تیار ہے۔

واپسی کا انتظام حاکم لاہور کی طرف سے تھا۔ اس لئے بیابانی رستہ اختیار کرنے کی بجائے شہر در شہر ہوتی ہوئی شاہراہ اختیار کی گئی۔ لاہور سے امرتسر پہنچا تو نفس نے سرکشی کی۔ کہ پیرانِ عظام نے اتنی ساری رقم کیا کرنی ہے۔ خواہشاتِ شہوانیہ نفسانیہ تو پوری کر لو تکمیلِ خواہش کے لئے وہ ایک بیسوا کے ہاں تھا۔ آدھی رات کا سناٹا اس بیسوا کے علاوہ دور دور تک کسی فرد کا گمان تک نہیں کہ اچانک ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس مرید کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ پڑا وہ دستِ مبارک کی انگوٹھی سے پہچان چکا تھا کہ یہ میرے پیر و مرشد کا دستِ حق پرست ہے۔ اس لئے وہ بیسوا کے ہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ چونکہ بیسوا نے بھی اس انگوٹھی والے ہاتھ کے تھپڑ کا مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوئی۔ مرید اپنا سامان سفر سیدھا کر سیدھا بارگاہ

پیر و مرشد میں رواں ہوا۔ اور وہی پہنچ کر اپنے آقا کے قدموں پر سر رکھ کر اپنی نیت اور عمل کی معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ اے فلاں! پھر سے پوچھ "مرید کیسا ہونا چاہیے۔ اور مرشد کیسا؟" مرید کہنے لگا "جنسوا" مشابہ ہو گیا۔ بخدا اس مشاہدے کے بعد کہ دور افتادہ مقام پر میرے پیر و مرشد نے کس خوبی کے ساتھ اور کتنی قدرت کے ساتھ مجھے "گناہ" سے محفوظ رکھا۔ مزید کلام کی ضرورت نہیں۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی۔ کہ وہ بیسوا بھی دربارِ محبوبی میں آن حاضر ہوئی۔ اور عرض کرنے لگی میں ایسے پیشوا کے تصدق جس نے مجھ ایسی بے ہمت اور بے آسرا عورت کی یوں نگہداشت کی۔ کہ اپنے خاوند سے بچھڑ جانے کے بعد ہر رات معجزانہ انداز میں میری عزت کی حفاظت ہوتی رہی۔

آپ کے اصرار پر مرید نے اپنا سوال دہرایا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ مرید تیرے ایسا ہونا چاہیے۔ کہ جس نے اپنے پیر و مرشد کے فرمان پر بلا چوں و چرا عمل کیا۔ اور پیر میرے ایسا ہونا چاہیے۔ جو فاصلوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے مرید کے "ایمان" کی حفاظت کر سکے۔ ازاں بعد احوال معلوم ہوا کہ مذکورہ بیسوا دراصل اسی شخص کی گم شدہ بیوی تھی۔ اور حضرت محبوب الہی کی معتقد تھی۔ قافلے پر ڈاکہ پڑا۔ خاوند در بدر ہو گیا۔ بیوی ڈاکوؤں کے ہاتھ لگی۔ جنہوں نے اسے بدتماشوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ مگر جس کی عزت قدرت خداوندی سے محفوظ رہی۔ آپ نے اس بیسوا کی حقیقت جان کر اسے اس کے خاوند کے حوالے کیا۔ یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ مرید پر لازم ہے کہ

بتقول مولانا روم۔

گر تو کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا آمد و ہم آمد رسول
اپنے شیخ کے آداب کا خصوصی خیال رکھے۔ اس لئے کہ دائرہ طریقت
میں شمولیت اصولِ شریعت پر زیادہ مستحکم ہونے کے لئے ہے۔ ربیعت
کا معنی ہی خود کو اپنے پیرو مرشد کے بلا تھ بیچ دینا ہے۔ مرید اپنی دین
اور دنیا اپنے پیشوا کے سپرد کر دیتا ہے۔ جس نے صدقِ دل سے یہ
سو داکیا۔ اور فرمانِ خداوندی۔ "هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ... کی طرف
راغب ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ

- ① احکاماتِ شریعت پر سختی سے مداومت کرے۔
- ② شیخِ کامل کی صحبت اختیار کرے۔
- ③ جان و مال، اور اہل و عیال سے زیادہ شیخِ کامل سے تعلق اور محبت رکھے۔
- ④ اذکار و اشغال اور مراقبات وغیرہ میں صدقِ نیت اور کامل اعتقاد
سے اپنے شیخ کی پیروی کرے۔
- ⑤ اپنی ذات کا مکمل اختیار پیرو کامل کے سپرد کر دے اور کسی حال میں
شیخ کے حال و احوال پر معترض نہ ہو۔
- ⑥ ظاہراً و باطناً شیخِ مکرم کی طرف متوجہ رہے۔ اور فقر، مسکنت
اور تواضع اختیار کرے۔
- ⑦ اپنی تمام ملوکہ اور مقبوضہ اشیا کا مالک اپنے پیشوا کو تصور کرے۔
- ⑧ اپنے پیشوا کے سامنے ایسے ہو۔ جیسے مردہ بدستِ غسل۔

۹ اپنے شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرے۔ اور کسی کام میں ان سے تقدم اختيار

نہ کرے (یعنی ان سے آگے قدم نہ بڑھائے)

۱۰ قدم قدم پیر کامل کے حکم اور منشا پر چلے۔

۱۱ اپنے شیخ کے افعال۔ اقوال اور احوال پر متوجہ رہے اور لا پرواہی سے بچے۔

۱۲ اپنے پیر و مرشد کے احوال کو رازِ الہی تصور کرتے ہوئے ان کے افعال سے گریز کرے۔

۱۳ پیر و مرشد کی کسی بات / اشارے کو فضول اور بیکار نہ جانے۔

۱۴ تزکیہ نفس میں اپنے پیشوا کامل کی مرضی پر عمل پیرا ہو۔ اپنے اختیار

اور ارادہ سے اور بلا اطلاع شیخ کامل کوئی کام شروع نہ کرے۔

۱۵ بغیر اجازت پیر کامل انکے پیرا مہن کو نہ پہننے۔

۱۶ پیر کامل کی صحبت میں زائد از ضرورت گفتگو نہ کرے اور شیخ

مکرم کی موجودگی میں کسی سائل کے کسی مسئلہ کا جواب بلا اذن و

اجازت نہ دے۔

۱۷ پیشوا کامل کی موجودگی یا غیر موجودگی میں خانقاہ / دربار میں

کسی تنازعے میں نہ الجھے۔

۱۸ مرید اپنے پیشوا کامل پر اس حد تک اعتماد کرے۔ کہ صرف وہی

اسے خداوند تعالیٰ سے واصل (پہنچا) کر سکتے ہیں۔ گو دیگر مشائخ

کرام بھی اپنی اپنی جگہ بہت مقرب بارگاہ رب العلیٰ ہیں۔ مگر مرید

کو استفادہ صرف اسی کے پیشوا سے یا پھر دیگر مشائخ سے بھی

بواسطہ پیشوا خود ممکن ہے۔ یوں مرید کے لئے اس کا پیشوا کامل ترین ہے۔
 ۱۹) دشمن جاسد اور بزرگان دین سے کینہ رکھنے والوں کی بات پر کان نہ دھرے۔

۲۰) پیر کامل۔ انبیائے کرام کی طرح معصوم عن الخطا نہیں ہوتے۔ تاہم اللہ کریم اپنے فضل خاص اور ان کے پیرانِ عظام کے طفیل و تصدق انہیں خطاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

۲۱) پیشوا کامل اور دیگر مشائخ عظام کی محافل میں شرکت کے وقت مہنی مذاق اور بے وقار انداز گفتگو سے پرہیز کرے۔

۲۲) شیخ مکرم کے سامنے ملائم لہجہ میں گفتگو کرے۔

۲۳) پیر کامل کے حضور موڈب اور دو زانو بیٹھے۔ اور سر پر ہنہ نہ رہے۔

۲۴) شیخ محترم سے دورانِ گفتگو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یا بے حجابانہ انداز گفتگو سے اجتناب کرے۔

۲۵) کسی وقت پیشوا بے عذر و خطا ناراضگی کا اظہار کریں تو اسے من جانب اللہ تصور کرتے ہوئے اپنی اصلاح کے نقطہ نظر کو مد نظر رکھے اور اس امر کو قرین مصلحت سمجھے۔

۲۶) پیر مکرم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔

۲۷) پیر کامل کی اطاعت و فرمائندگی اپنا فرض جانے۔ کہ شیخ کامل نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اور پیر کامل کے حکم کے مطابق، اتباع۔ طاعت و ریاضت و مجاہدات کرے۔ تاکہ آئینہ دل صاف و صیقل ہو۔

۲۸) دل میں تجلیات شیخ دیکھنے پر عاشق زار بنے۔ اور آرام و سکون و قرار کو الوداع کہے تاکہ طلب جستجو اور بیقراری میں سرگرمی پیدا ہو۔ اور وہ سعادت ازلی کا حق دار بنے۔

۲۹) پیر و مرشد اور سجادگان کے سامنے حتی الامکان کھانے پینے سے گریز کرے۔ مجبوراً کھانا پڑے۔ تو بطور خاص آداب خورد و نوش کا خیال رکھے۔

۳۰) مجالس ذکر و محافل اذکار میں پیر و مرشد صاحب سجادہ و مشائخ کرام سے مناسب فاصلہ پر بیٹھے تاکہ ایسی مجالس میں ضیق اور تنگی کا احساس پیدا نہ ہو۔

۳۱) پیر و مرشد حیات ہوں۔ تو ان کی بلند مرتبہ کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا گو رہے۔ اور پھر اس کے اثراتِ خوش آمد سے لطف اندوز ہو۔ بعد از وصال شیخ محترم ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا اور ایصالِ ثواب کے ذریعے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی سعی کرتا رہے۔

۳۲) ارادت کے لئے صدق و اخلاص شرطِ اول ہے۔

۳۳) مرشد کے آستانہ پر رانگی حیاتِ دنیوی میں اور ازاں بعد بھی ہمیشہ عاجز و خاکسار بنا رہے۔

۳۴) حالتِ سفر و حضر میں احتیاط رکھے۔ کہ اس کا سایہ اس کے مرشد پر نہ پڑے۔

۳۵) خود کو ہمیشہ اپنے پیشوا کے حضور حاضر جانے (یعنی اس کے ہر قول و فعل اور ارادہ سے بظنِ الہی۔ پیشوا آگاہ ہوتا ہے۔)

۳۵) پیشوا کی بارگاہ سے رخصت ہوتے ہوئے تاحدِ نگاہ پیر۔ لٹے پاؤں چلے
تاکہ پیشوا کی طرف پیٹھ نہ ہو۔

اصطلاحِ صوفیہ میں مرید اسے کہا جاتا ہے۔ جو کسی متصل سلسلہ طریقت
کے خلیفہ مجاز کے (بذریعہ بیعت طریقت) حلقہ ارادت میں شامل ہوتا
ہے اور استفادہ و تربیت روحانی کا طلب گار ہوتا ہے ارادت کی شرط
اول صدق و اخلاص ہے۔ وہ خلوصِ دل سے اپنے پیشوا کی حرکات و سکنات
تعلیمات کا پیرو اور متبع ہوتا ہے۔ یعنی جو مرید پیر کے طریق پر چلتا
ہے۔ وہ تو مرید ہے۔ مگر جو اپنی ارادت و مرادات کی پیروی کرتا ہے وہ
اپنی ہی مرادات کا مرید ہے۔

پیرِ کامل مرید کو جس طرح ہدایت فرمائے اور جس راہ پر چلائے اس پر
والہانہ۔ بیدریغ۔ بلا چون و چرا۔ بغیر شک و شبہ عمل پیرا ہو۔

خواجہ عبداللہ فرماتے ہیں مرید وہ ہے جو ارادے کی آگ میں جل گیا
ہو۔ اور اس نے اپنی تمام مرادوں کو مٹا دیا ہو۔ وہ صرف آئینہ پیر ہی
میں دل کی بصیرت سے۔ اپنی مرادوں کا جمال دیکھتا ہو۔ ہر طرف سے
توجہ ہٹا کر صرف جمالِ شیخ ہی کو اپنی توجہات کا قبلہ بنا لیا ہو۔ اپنی
ہر آزادی کو پیر کی بندگی میں دے دیا ہو۔ اور سرِ نیاز کو لبِ صدا خلاص
آستانہ شیخ پر رکھ دیا ہو۔ اپنے پیشوا کی قبولیت ہی میں اپنی سعادت
سمجھتا ہو اور پیر کی ناراضگی میں اپنی شقاوت جانتا ہو۔ اپنی جان
کو بیچ اور پیر ہی کو جان اور جانِ جہان تصور کرتا ہو۔ خواجہ شمس
تبریزی (پیر و مرشد حضرت مولانا روم) فرماتے ہیں۔ مرید قبول یافتہ

کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی بھی طور غیروں (غیر عقیدت مندوں) کے ساتھ صحبت نہ رکھے۔ اور اگر کبھی بیگانوں میں پھنس ہی جائے تو اس کی ایسی حالت ہو۔ جیسی جیل میں قیدی کی۔ اس لئے کہ

یک زمان صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
شیخ۔ خدا یا اللہ نہیں ہوتا۔ وہ خدا نما ہوتا ہے اور اسی کے توسط سے
مرید کو خداوند تعالیٰ کا پتہ ملتا ہے۔

واللہ پیر۔ اللہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ نما یہی ہے

واللہ پیر خدا نہیں ہوتا۔ لیکن خدا سے خدا بھی نہیں ہوتا

جب تک مرید اپنے پیشوا کے جمال پر دیوانہ وار خدا نہیں ہوتا اور خود کو
پیر مرشد کے تصرف میں نہیں دے دیتا۔ اس پر در فیضان ابدی وانہیں ہوتا
اس سے یہ مراد ہے کہ دیگر مشائخ و بزرگان کرام کی خدمت میں جانے
پر کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ جہاں کسی مرد حق کا علم ہو اس کی زیارت کرے۔
اصل مقصود یہ ہے۔ کہ اپنے مرکز و محور ہی کو اپنا مقصود تصور کرتا رہے۔

مختصراً یہ کہ

بندہ پروردگارم۔ اُمت احمد نبیؐ

دوست دار چاریارم تا یا اولادِ علیؑ

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیلؑ

خاکپائے غوث الاعظمؒ زیر سایہ ہر ولی

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(پروفیسر محمد اجمل چشتی محمودی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ الاسلام و مسلمین منظر تجلیت اغوش اوری محی الدین شاہ گیلانی
 نید با حضرت مجددی چشتی صابری قدس اللہ سرہ العزیز بنندی
 ولادت اور نام

حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ رامپوری کے والد گرامی سید روشن
 شاہ گیلانی بخارا سے نقل مکانی کر کے پنجاب کے مشہور شہر گجرات میں
 درگاہ حضرت شاہ دولہ ولیؒ میں قیام پذیر تھے۔ ارادہ وسط ہند تک
 پہنچنے کا تھا۔ کہ ۱۱ ربیع الاول ۱۱۳۷ھ بمطابق ۱۷۲۳ء بوقت صبح صادق
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند ارجمند عطا کیا۔ جس کی بشارت حضور غوث پاکؒ
 پہلے ہی آپ کو دے چکے تھے۔ بلکہ نام "محی الدین" رکھنے کا اشارہ بھی فرما
 چکے تھے۔ لیکن آپ کی فطرت جمالی کچھ اس طرح عیاں ہوئی۔ کہ چارواگ
 عالم میں حافظ جی شاہ جمال اللہ کے نام سے آپ کی دھوم مچی۔ اور اصل نام
 صرف خواص ہی کو یاد رہ گیا۔ یوں آپ کا پورا اسم گرامی حضرت "سید محی الدین
 حافظ جمال اللہ گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز ہے۔

والدِ محترم | جناب سید عبدالقادر جیلانی معروف بر غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد کو اللہ کریم نے یہ شرف بخشا ہے۔ کہ نسل در نسل اس میں اولیاء کرام کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ حضرت شاہ جمال اللہ جیلانی کے والد قبلہ گاہ بھی بلند پایہ مشائخ بخارا میں سے تھے۔ اسم گرامی سید سلطان شاہ قادری تھا۔ اور عرف عام سلطان الاولیاء سید روشن شاہ تھا۔ آپ کا نسب اٹھارہ واسطوں سے حضرت غوث الوریٰ سید الاولیاء قطب ربانی غوث صمدانی شہباز لامکانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے جا ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت | ایام طفلی میں گھر سے نکل کر وزیر آباد (پنجاب) میں چلے آئے اور ایک عالم باعمل و صالح کے خوارق العادات اطوار دیکھ ان ہی کے ہو رہے۔ انہی سے نو عمری ہی میں حفظ قرآن کریم سے تعلیم کی ابتداء کی اور ۱۱۴۶ھ میں جب ابھی آپ نو سال ہی کی عمر کو پہنچے تھے کہ حفظ قرآن مکمل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی ہی سے ابتدائی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے اور فارسی۔ عربی پر معقول دسترس حاصل کر لی چونکہ یہ تعلیمی سلسلہ وزیر آباد میں تکمیل پذیر ہو رہا تھا۔ اور اس خطے کی زبان پنجابی تھی۔ اس لئے اس زبان کی ادبیات پر بھی آپ کی گہری نظر رہی۔ ۱۱۴۶ھ میں آپ کی والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اسی سال آپ کو اپنے جدِ اعلیٰ حضور غوث پاک نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی۔ اور ازاں بعد منبع عرفان خاتم الخلفاء راشدین قسیم حوض کوثر سیدنا علی المرتضیٰ اسد اللہ غالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت سے مشرف

ہوئے۔ جس کا یہ اثر ہوا۔ کہ طبیعت میں دلولہ بنجودی اور دانستگی مزید بڑھ گئی
ورود دہلی آپؑ اپنی عمر شریف کے چودھویں سال میں تھے۔ شوق
 طلب جولانی پر تھا۔ اپنے استادِ مکرم کے ایما و اشارہ پر کہ آپ کا حصہ
 ولایت ہندوستان (مراد وسطی ہند) میں ہے آپ انہی کی ہمراہی میں دہلی
 آگئے۔ اور شاہجہان آباد کی ایک غیر آباد سی تین درمی مسجد میں رہنے لگے۔
 قریب ہی استادِ مکرم کی رہائش تھی۔ اس لئے ان سے علاوہ دیگر علوم کے
 فقہ کی تعلیم کا حصول شروع بھی کیا۔ استادِ محترم نے اپنے اس سعادت مند
 شاگرد کی عادات سے اندازہ کر لیا تھا۔ کہ آپ ایک عالم کے مقتدا ہونگے اور
 گاہے گاہے۔ وہ اس کے اظہار سے بھی گریز نہ کیا کرتے تھے۔

ضرورتِ مرشد گوشہ تنہائی۔ جذبہ شوق۔ دنیاوی شور و شر سے قدرے
 سکون عرض یاد الہی کے لئے موزوں ماحول میسر آیا ہوا تھا۔ اس لئے
 آپ روزانہ ۲ قرآن پاک ختم کر لیتے۔ نوافل بھی معقول تعداد میں ادا
 ہو جاتے۔ استادِ محترم سے تعلیم بھی جاری تھی۔ استادِ گرامی کے خانگی امور
 بھی باحسن سرانجام دتے جاتے۔ خصوصاً چکی پر آٹا پیس کر دیا کرتے۔
 کم خوردن و کم گفتن پر عمل پیرا تھے۔ استادِ مکرم کے از حد اصرار پر دوسرے
 تیسرے دن کچھ جو خوراک تھی۔ اس پر بھی استادِ مکرم آپ کی استعدادِ
 باطنی کے پیش نظر اکثر آپ کو کسی مردِ حق کے دستِ حق پرست پر بیعت
 ہونے کی تلقین فرمایا کرتے۔ لیکن سچی بات حضرتِ قبلہ گاہ
 اپنی زبانی یوں فرماتے ہیں "دو قرآن حکیم کا روزانہ کا ورد
 علمِ فقہ کی تعلیم۔ استاد کی خدمت جتنی کہ ان کے گھریلو امور

کے کفالت اور کم نخوردنی — میں یہ سمجھ رہا تھا کہ مجھ میں کیا کمی ہے کہ میں کسی اور کا دستِ نگر ہوں اور خود کو اس کی غلامی میں دوں۔ میں جو ریاضت کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ درویشی میں اور ریاضت کیا ہوگی۔ اندر میں حالات دوسروں سے التجا کرنے کا کیا فائدہ (ذرا خود بینی ملاحظہ ہو) یہ تھا وہ خیال جو تلقینِ استاد پر کان نہ دھرنے دیتا تھا۔ لیکن جب رحمتِ کامل جوش پر ہو تو وہ رجالِ غیب سے کام لینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔

”ایک گھپ اندھیری رات تھی۔ ہو کا عالم وَرَتَّلَ الْقُرْآنَ تَرْقِيًّا کے مزے لُٹتے ہوئے۔ تلاوتِ قرآنِ حکیم میں مستغرق۔ اس ویران مسجد کا کھلا ہوا در بھی مکمل طور پر بند۔ کسی بھی شخص کے مسجد میں آجانے کے امکانات معدوم۔ کہ اچانک میری نگاہ اوپر اٹھی اور دیکھا کہ ایک شخص۔ سراپا منظر انوارات اور شاید اسی بات کا منتظر کہ میں اس کی طرف متوجہ ہوں۔ فرمانے لگا۔ ”جمال اللہ! تلاوتِ قرآنِ مجید اور پھر یہ ترتیل۔ واقعی بڑی عمدہ ہے۔“

لیکن ولایت اور تشریبِ خداوندی بغیر بیعتِ طریقت حاصل ہونا قطعاً محال بلکہ ناممکن ہے۔ یہ کہہ کر بدستور

بند دروازے کے باوجود وہ مردِ حق آگاہِ فائب ہو گیا۔ میں نے بڑا ادھر ادھر تلاش کیا۔ مگر لا حاصل۔ میں سمجھ گیا کہ اشارہ غیبی ہے حال میں ایک کیف تھا۔ وجدانیت تھی۔ حفظ تھا۔ آدھی رات ہی کو دوڑا دوڑا اپنے استادِ معظم و مکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بصد نیاز اپنے حال سے آگاہ کرنے کے بعد عرض کی کہ ابھی چلیے اور مجھے کہیں بیعت کرادیجئے۔ میرے اضطراب اور اصرار کے باوجود آپ نے فرمایا کہ رات کے اس حصے میں کہ سستے دیران اور علاقہ جنگل بنا۔ باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس اندیشے کے پیش نظر معاملہ بیعت کو دن نکلنے تک ملتوی فرمادیا۔ رات کا باقی ماندہ حصہ گزارنے کو جگر چاہیے تھا۔ یہ طویل لمحات کیونکر گزر پائے۔ زبان و بیان سے واضح کرنے سے قاصر ہیں۔ خدا خدا کر کے سورج نے اپنی شکل دکھائی اور صبح ہی صبح میں ان کے ساتھ ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ پیر قطب الدین۔ مولوی محمد اشرف۔ حیدر حسین مدنی صاحب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

آپ کے رخِ انور پر نظر پڑنا تھی کہ میری آتشِ اضطراب بے تابوں کی آخری حدود کو چھوڑنے لگی اور دل تھا کہ قدم بوجس ہوتے کو بے قرار ہونے لگا۔ مگر شاہ صاحب نے بطریقِ احسن میری اس تمنا کو ملتوی کیا اور میرے استادِ محترم سے دریافت فرمایا کہ اس برخوردار کی معاشی کفالت کا کیا بندوبست ہے اور اس کا معاد (آئندہ پروگرامِ زندگی) کیا ہے (یہ دراصل میری اضطراری

کیفیت کو حدِ اعتدال تک لانے کی ایک صورت تھی) اُستادِ گرامی نے
 ہی میرے جملہ احوال سے آگاہی کا فریضہ پورا کیا۔ جیب آپ نے
 علمِ فقہ کی تحصیل میں میری سعی و کوششوں کا ذکر سنا تو بڑے ہی
 دلفریب انداز میں ارشاد فرمایا "جبکہ شادی ہی نہ ہوگی تو مسائلِ حیض و
 نفاس کی آگاہی سے کیا فائدہ؟" میرے دل میں فوراً یہ خیال راسخ ہو
 گیا کہ شیخِ مکرم نے میرے مستقبل پر جو نظرِ کرم فرمائی ہے اس کا
 واضح مطلب یہ ہے کہ "نکاح" میرے لئے جائز نہیں ہے" پھر آپ
 براہِ راست میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے بیعت ہونے کے ارادہ
 کے متعلق فرمایا۔ آج رات استخارہ کرتا تاکہ اس امر کی صراحت ہو سکے
 کہ میرے ہاں آپ کی بیعت کے متعلق ارادہ خداوندی کیا ہے۔ پھر جوہر
 جس طرح ظاہر ہوگا۔ اس کے مطابق کیا جائے۔ اس فرمان پر میں نے
 بڑے خشوع و خضوع سے استخارہ کیا۔ مگر حیرت یہ ہے کہ اس
 استخارے میں جو امور مجھ پر منکشف فرمائے گئے ان کا کچھ بھی مجھے یاد
 نہ رہا۔ بلکہ کیا خواب دیکھا۔ یہ تک فراموش تھا۔ خیر میں صبح حاضرِ خدمت
 ہوا۔ آپ حضرت باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے مزارِ مقدسہ کے
 بائیں (پاؤں کی طرف) تشریف فرما تھے۔ (آپ گزشتہ ۲۴ سال سے اسی
 مزارِ شریف کی جا رو بکشی کر رہے تھے اور اپنے ہاتھ سے مزارِ شریف
 کی جھاڑ پونچھ کرتے۔ خود جھاڑو سے صفائی کرتے اور سرکار کے پائے
 ناز میں بیٹھنے کو اپنی زندگی کا حاصل تصور فرمایا کرتے) آپ نے خواب کے
 متعلق - کچھ استفسار نہ فرمایا اور اپنے حلقہٴ ارادت میں بیعت سے

مشرف فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۱ھ وقوع پذیر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف ۱۲ برس تھی۔ قبلہ شاہ صاحب قطب عرب و عجم سے مشہور تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بیعتِ طریقتِ مرشد
کمرنے کے روز ہی سے میں نے یہ

تربیتِ معرفت و طریقت

معمول بنا لیا کہ صبح ہی صبح خدمتِ مرشد میں حاضر ہو جاتا اور شام تک آپ کی خدمت میں دست بستہ کھڑا رہتا۔ لیکن جب مراقبہ کا وقت ہوتا تو سرکارِ حکماً بٹھا دیا کرتے۔ بارہ برس آپ نے اس عزم و حوصلہ سے محنت و ریاضت کی۔ یہاں تک کہ ایک روز آپ نے فرمایا۔ حافظ صاحب کثرتِ مجاہدہ سے اب تم کو کمال عطا ہو گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دستِ غیب اور کیمیا بھی تم کو بتا دیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ میری خواہش۔ ”آپ سے آپ کے سوا“ اور کچھ نہیں۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لیا اور خلعتِ خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ جو لباسِ مطہرہ زیب تن تھا۔ وہی اتار کر عنایت فرمایا اور اپنے تمام خلائقِ قدیم سے فرمایا۔ اب تم بھی حافظ صاحب سے اجازت لو۔ یہ امر دلی میں مزار حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ پر ۱۱۶۳ھ میں سرانجام پایا۔

تولیتِ دربارِ مجددی

۱۱۵۲ھ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت

علامہ شاہ اشرف حیدر مدنی علیہ الرحمۃ کو بصورتِ بشارت فرمایا کہ

حافظ جمال اللہ کو ہماری خدمت پر مامور کر دو۔ چنانچہ مزار مقدسہ مرشد شریف

کی قبولیت آپ کے سپرد کر دی گئی اور تین سال تک اپنے پیشوا کریم کے ہمراہ بحسن و خوبی اس خدمت سجادگی کے فرائض انجام دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ نہہالی ہونے کے ناطے افغانہ سے ایک گونہ محبت تھی۔ پٹھان بھی آپ سے از حد لگاؤ رکھتے تھے۔ یوں روہیلکھنڈ کے وسیع علاقہ کو آپ کی ولایت میں دے دیا گیا۔

اولین ظہورِ شرفِ عادت

۲۶ سال کی عمر تھی مگر تقدس کا ایک حالہ آپ سے ہویدا تھا۔ ۱۱۶۳ھ میں مستندِ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد حالتِ سفر میں کراچی بند گاہ پر تشریف فرما تھے کہ پہلی مرتبہ آپ سے خلافتِ عادتِ عامہ (کرامت) امر سرزد ہوا۔ اور آپ کی قبولیتِ دعا کا اثر ایک عالم نے ملاحظہ کیا۔ یوں مخلوق خدا آپ کی طرف راغب ہوئی۔

تربیتِ افغانہ

قطب العرب و اعجم حضرت شاہ اشرف حسین حیدر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے باکمال مرید کی استطاعت اور فیضانِ اثر ملاحظہ فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ جمال اللہ موضع کہڑ میں جا کر افغانہ کی تربیت کرو۔ اس حکم کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قبیلہ صاحب کی والدہ ماجدہ کا تعلق افغانوں کے ایک مقصدِ قبیلہ سے تھا اور آپ کو نہہالی ہونے کے ناطے افغانہ سے ایک گونہ محبت تھی۔ پٹھان بھی آپ سے از حد لگاؤ رکھتے تھے۔ یوں روہیلکھنڈ کے وسیع علاقہ کو آپ کی ولایت میں دیدیا گیا۔

اظہارِ ولایت

آپ رامپور جس کا اسلامی نام مصطفیٰ آباد رکھا گیا تھا، میں آگے اور ایک مدت تک اپنے آپ کو انخفا میں رکھے ہوئے۔ رسالہ دار بہادر یار جنگ کے توسط سے سید فیض اللہ خان صاحب بہادر کی ملازمت میں رہے لباس سپہ گری میں درپیشی کی کسی کو ہوا نہ لگنے دیتے ادھر سید العرب والعم حضرت اشرف حیدر مدنی بار بار تاکید فرماتے کہ سلسلہ طریقت کو رائج کرنے میں سعی کی جائے۔ مگر آپ تھے کہ صابرانہ انداز میں اپنے اصل کی طرف کسی کو متوجہ ہی نہ ہونے دیتے تھے۔ بالآخر فیضانِ شیخ جوش پر آیا اور ایک دن عین بازار میں کھڑے تھے۔ سامنے نواب صاحب کا دروازہ تھا کہ ایک نے نواز نے ایک سُریلی دُھن پر اپنے فن کے مظاہرہ کا آغاز کیا۔ خدا کا کرتا یہ ہوا کرنے کی آواز میں خروش پیدا ہونا تھا کہ آپ کی طبیعت میں ایک والہانہ پن پیدا ہوا۔ آپ واپس مُڑ کر رسالہ دار کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور اس وجدانی کیفیت میں جس پر نگاہِ ناز پڑی ہے خود کو سنبھالتا دشوار ہو گیا۔ اور وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۹ھ میں یعنی حصولِ خلافت کے سولہ سال بعد ظہور پذیر ہوا۔

(آپے کا طرفہ اور صبر ملاحظہ ہو)

نواب سید فیض اللہ خان صاحب بہ اصرار داخل سلسلہ ہوئے۔ تزار نے ہزاروں کی تعداد میں پٹھان اور دیگر اقوام کے لوگ داخل سلسلہ ہو کر خود پرست رُبت پرست سے خدا پرست ہوئے۔

۱۱۶۳ھ میں ہی آپ کو زیارت نبی کریم ﷺ اور زیارت عنوث پاک کا شرف ہوا

جامع مسجد دہلی میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت

ثانی اور شاہِ عالم ثانی کو زیارت کروانا

۱۱۶۶ھ میں قیامِ دہلی کے موقع پر آپ نمازِ تہجد کے لئے اکثر جامع مسجد میں جایا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ جامع مسجد کے حوض پر وضو فرما رہے تھے کہ دہلی کے مغل بادشاہ شاہِ عالم ثانی بھی نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آئے (اس سے پیشتر بھی دونوں گرامی قدر شخصیات نمازِ تہجد میں ایک دوسرے کی موجودگی سے آگاہ تھیں مگر بظاہر دونوں اپنے آپ کو دوسرے سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیا کرتے۔ بعد از فراغت وضو شاہِ عالم حوض کے ایک کونے پر مودب (باادب) رُک گئے۔ آپ بھی اسی کونے پر آکر مودب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت میں زیارت ہوئی۔ کہ گویا آپ حوض پر وضو فرما کر اس کونے پر کھڑے اور آپ کی کہنیوں مبارک سے وضو کے قطرے اس مقام پر گر رہے ہیں۔ ازاں بعد شاہِ عالم کی درخواست کو پذیرائی بخشے ہوئے اس مقام پر آہنی جنگلا لگا دیا گیا کہ اس مقام پر حضرت قبلہ گاہ اور شاہِ عالم ثانی کو بعد از وضو حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور دونوں نے آپ کی کہنیوں سے گرنے والے وضو کے قطرات

کو آپ کی زیارت کے وقوف کے بعد تک ملاحظہ کیا۔ یہ جنگلاب بھی موجود ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت قبلہ گاہ اس موقعہ پر خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرا رہے تھے۔

دربار سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

میں حاضری

چند دن۔ دہلی میں قیام رہا پھر جناب مخدوم سید علی احمد صابر علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضری کی غرض سے کلیر شریف کا سفر اختیار کیا۔ دربار شریف پر چلے کش تھے کہ جناب صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فیوضاتِ چشتیہ سے سیراب فرمایا۔

۱۱۶۸ھ میں کلیر شریف سے عازم لکھنؤ ہوئے
لکھنؤ میں آمد وہاں محلہ نحاس میں ایک مسجد میں قیام فرمایا اور خلقِ خدا کو راہِ ہدایت سے سرفراز فرمایا اور کچھ عرصہ لکھنؤ میں اسی مسجد میں گزار کر بریلی شریف کا سفر اختیار فرمایا۔ طبیعت کا اضطراب اور یاد الہی کا غلبہ کسی ایک مقام کو مستقل سفر بنانے میں رکاوٹ تھا۔

بریلی شریف میں ورودِ مسعود عشق کی بے تابیاں اپنی جولانی پر تھیں۔ علم وارفنگی میں بریلی

شریف جلوہ افروز ہوئے۔ طالبانِ حق شمعِ نورانی پر پروانہ وار تھے دیگر

جانثاروں کے علاوہ امرائے بریلی میں سے حافظ رحمت خاں اور نیکے اہل خاندان شرفِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

بداہلوں میں تشریف آوری | اللہ میں بریلی سے روانہ ہو کر آپ بدایوں تشریف لائے

بظاہر مقصد حضرت خواجہ حمید الدین علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت تھی۔ مریدین و مجتہدین کا ایک گروہ ساتھ شامل تھا۔ یہاں خواجہ فیض بخش شاہ درگاہی سے ملاقات ہوئی۔ آپ اپنے زمانہ کے اجل اہل اللہ سے تھے۔ چند روزہ رفاقت نے آتش شوق کو مزید مہینہ کیا۔ حضرت قبلہ گاہ نے اشتیاق و طلب دیکھ کر حضرت سیدنا فیض بخش صاحب کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمایا اور اپنے سلسلہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

منو اپٹی میں قیام | رشد و ہدایت کا یہ بہتا ہوا دریا مختلف مقامات پر طالبانِ راہِ خدا کی سیرابی کرتا

ضلع بریلی کی تحصیل بھہڑی کے ایک مشہور مقام منو اپٹی آ قیام پذیر ہوا اور معمول کے مطابق ایک ویرانہ کو منتخب کر کے ایک مسجد بنا کر اس کے حجرہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ بستی والوں نے کچھ زمین آپ کے نام کر دی آپ نے اس میں دو باغ لگوائے اور انہیں مسجد ہی کے لئے وقف کر دیا۔ دو سال یہاں قیام فرمانے کے بعد آپ رام پور پہنچے اور مدت تک والی رام پور جناب سید فیض اللہ خان بہادر کے ایک رسالہ دار جناب بہادر جنگ خاں کے رسالہ میں سپہ گری میں مگن رہے اور اپنی لٹہیت کو

کمال استقامت سے چھپائے رکھا۔ دہلی سے آپ کے پیرومرشد برابر
 تاکید فرماتے رہے کہ سلسلہ طریقت کی ترویج کی غرض سے آپ کو رامپور
 بھیجا گیا ہے۔ آپ وہاں لوگوں کی تربیت کا آغاز کریں مگر آپ لباس سپرہ
 میں اپنی درویشی کو چھپاتے رہے اور اپنی اصلیت عوام پر واضح نہ ہوئی
 نئے نواز کی دُھن پر آپ کا وجد میں آنا اور جو سامنے

اجرائے سلسلہ

آیا اُس کا ہوش و خرد سے ہاتھ دھو بیٹھنا ایسا ہر
 تھا کہ پٹھان جو ق در جو ق بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ یوں یہ غیرت مند
 مگر بے مرشدی قوم خدا پرستی کی طرف مائل ہوئی۔ علاوہ ازیں ریاست میں
 موجود دیگر اقوام بھی مائل بحق ہوئیں۔ سید فیض اللہ خاں والی رامپور بھی اقل
 سلسلہ ہوئے۔ آپ کے اصرار اور پیرومرشد کی ہدایت پر آپ نے رامپور
 میں مستقل قیام کو منظور فرمایا اور بڑھکیا ندی کے کنارے ایک غیر آباد
 جگہ ایک مسجد بنوا کر اس کے ایک حجرہ میں قیام پذیر ہو گئے اور اہل رامپور
 کے دکھ سکھ حتیٰ کہ صلح و جنگ میں بلکہ قیام و گریز میں ان کے شریک
 حال بن گئے۔

یوں تو اولیا کرام سے ہر دم مسخرات اور خارق عادت امور
 کا اظہار ہوتا ہے۔ سب سے بڑی کرامت اُن کی

مَسْخَرَات

ہر حال اور ہر نوع میں بلا خوف و خطر یادِ الہی میں مشغولیت ہوتی ہے
 اور بڑی سے بڑی قیامت بھی ان کو خدا یاد سے غافل کرنے میں
 ناکام رہتی ہے۔ تاہم چند ایک خوارق بطور تبرک
 درج ہیں۔

(۱) جزام کا علاج

حافظ رحمت خاں کی بیٹی خدیجہ بیگم بھی اپنے والد محترم کے ساتھ داخل سلسلہ ہوئی تھی۔ وہ مرض جزام میں مبتلا ہو گئی۔ آپ کی خدمت میں عرض گزاری گئی۔ آپ نے دعا فرمائی اور موصوفہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی۔

(۲) فساد کا خاتمہ

ایک شخص قاضی سند نامی نے سید عبداللہ صاحب بغدادی (ایک مقتدر علاقائی شخصیت) کو حضرت قبلہ گاہ کے خلاف بھڑکایا۔ نتیجہ یہ کہ ایک جماعت آمادہ فساد ہوئی۔ اور حافظ جمال اللہ علیہ الرحمۃ پر چڑھائی کر دی۔ مگر قاضی صاحب مذکور کی تمام شرانگیزی ناکام رہی اور منہگامہ فرد ہو گیا۔

(۳) نگاہِ کیمیا اثر

نے نواز کی سرتال پر آپ کا وجد میں آنا اور جس پر آپ کی نگاہ پڑتا اس کا بہہوش ہونا۔

اجرائے سلسلہ کے تحت درج ہے۔

نگاہِ فیض رسال

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی احمد شاہ ابدالی کی افواج میں شامل رہے۔ اس نے آپ کو ریاست رامپور کی سپہ سالاری سونپی۔ ایک روز آپ قلعہ کی سپاہ کی تربیت ملاحظہ فرما رہے تھے کہ حضرت حافظ جمال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیر کرتے ہوئے ادھر آتکے۔ قلعہ کی فصیل پر کھڑے خواجہ فیض اللہ پر ایسی نگاہ ناز ڈالی کہ وہ فوراً قلعہ کی دیوار سے نیچے آ کر آپ کے قدموں میں گر کر بہہوش ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد حواس بجا ہوئے تو داخل سلسلہ

ہوتے کی درخواست کی جسے منظور فرما کر حافظ صاحب نے بغرض تربیت آپ کو اپنے عزیز خلیفہ مجاز سید محمد عیسیٰ گنڈاپوری کے سپرد کر دیا۔

تربیت حضرت فیض بخش شاہ درگاہی | رامپور میں ایک

نے تواز کی سرتال پر اچانک بچو دمہ جانے اور جس پر نظر ڈالی اس کے از خود رفتہ ہو جانے سے پہلے۔ آپ نے اپنے آپ کو خوب چھپا رکھا تھا۔ ایک مرتبہ آپ دہلی سے رامپور آ رہے تھے کچھ مریدین بھی ساتھ تھے۔ شکار کا شوق رکھتے تھے۔ اٹلے راہ میں ایک جنگل آیا تو شکار کی غرض سے اس جنگل میں داخل ہو گئے۔ آپ کے مرید مخلص حضرت فیض بخش شاہ درگاہی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ان کو ایک جگہ ٹھہرایا۔ کہ ہم واپسی پر تمہیں ساتھ لے چلیں گے شکار کھیلتے کھیلتے دیر ہو گئی۔ رات جنگل ہی میں واقع ایک بستی میں قیام فرمایا اور وہاں سے کسی دوسرے راستے سے رامپور پہنچ گئے۔ سال بعد آپ لوٹ کر اس جگہ آئے جہاں شاہ درگاہی کو انتظار کا فرمایا تھا دیکھا تو شاہ درگاہی پراگندہ حال اسی مقام پر موجود ہیں۔ حضور نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ اتنی مدت تم کہاں ٹھہرے رہے۔ عرض کیا کہ مجھ کو جس جگہ حضور نے حکم دیا تھا۔ اس جگہ سے کہیں نہیں گیا تھا اس جواب پر آپ از حد خوش ہوئے۔ وجد میں آ گئے۔ بارگاہِ خداوندی میں دستِ بدعا ہوئے اور فرمایا۔ جاؤ درگاہی جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ

رہے گا۔ معرفتِ الہی سے سرشار ہوگا۔ یہ ہے اطاعتِ شیخ اور ایسا ہوتا ہے۔ اس کا انعام۔

مقدّرہم عصر | غوثِ دوراں حضرت شاہ غلام علی گیلانی دہلوی

قدس اللہ سرہ العزیزہ حبیب بھی رامپور اشرفی
لاتے حضرت قبیلہ گاہ سے ضرور ملاقات کرتے۔ ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں
ملاقات پر آپ نے شاہ صاحب کو تر بوز عنایت فرمایا۔ شاہ صاحب نے
عرض کیا۔ میں گرمی محبت اور حرارتِ مودت کی طلب میں آیا ہوں۔

خلفاءِ عظام | آپ کے کل خلفاءِ عظام کا علم نہیں تاہم چند
مشہور خلفاء حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت فیض بخش شاہ درگاہی۔ آپ کا مزار رامپور میں مرجعِ قلاتی
ہے۔ آپ ہی نے حضرت حافظ صاحبؒ کا مزار مقدسہ تعمیر کرایا اور
درویشوں کی رہائش کیلئے پختہ مکانات بنوانے۔ کچھ اراضی خرید کر دربار
کے نام وقف کر دی تاکہ متولی مزار حاجی صاحب کی گزر بسر آسانی سے ہو
سکے۔ حاجی صاحب کی وفات کے بعد عمر خاں کو خدمتِ مزار پر مقرر فرمایا۔
(۲) میاں سیف اللہ شاہ۔ آپ قبضہ سرسی تحصیل سنبھل ضلع مراد آباد
کے رہنے والے تھے۔ بعد از خلافت و اجازت اپنے اس قبضہ کی طرف
روانہ کر دیا گیا۔

(۳) سید یاد شاہ میاں بخاری (۴) سیدنا الحاج محمد عمر

(۵) سیدنا مولانا فدا علی لکھنوی۔ (۶) سیدنا حسین شاہ۔

(۷) سیدنا محمد عمر گنڈاپوری (ملتان) (۸) ملا شیرقاں تیراہی۔

(۹) - سید ملا امان تیراہی (۱۰) دارت خاں بنارسی -

(۱۱) سید محی الدین تیراہی - رضوان اللہ علیہم اجمعین

بہتر سال کی عمر عزیز گزار کر آپ اپنے حجرہ
مبارک واقع رامپور میں بوقت تہجد واصل بحق

وصال شریف

ہوئے - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

مزار مقدسہ کے جنوبی دروازہ پر کندہ ہے -

آں شاہِ جمالِ قطبِ علم
خوش رفت بجلوہ گاہِ وحدت
تاریخِ فنائے با بقائش

سیر علم مقامِ حیات ۱۲۰۹ھ

مادہ تاریخ " وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ "

حضرت فیض بخش شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ آپ
کے خلیفہ اول تھے۔ آپ ہی نے آپ کی مسجد
سے ملحق حضرت قبلہ گاہ کا گنبد دار مزار مقدسہ تعمیر کرایا۔ کچھ اراضی خرید
کر دربار شریف کے نام وقف کر دی تاکہ متولیاں کی گزر بسر کا انتظام
رہے۔ صاحب تذکرہ کا ملان رامپور رسم طراز ہیں کہ اس وقت (۱۹۲۹) اراضی
سے ساڑھے تین سو روپے سالانہ آمدنی تھی۔ جس سے متولی
کے مصارف کے علاوہ عرس شریف کے اخراجات بھی باحسن پورے
ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں ریاست بھی مصارف عرس میں مدد دیتی ہے
کوئی صاحب نسبت متولی یا خادم نہیں۔ بلکہ متولیوں کا عزل و نصب

ریاست کے اختیار میں ہے اور مصارف کا حساب صیغہ اوقاف ریاست کے اعلیٰ عہدہ دار کو سالانہ دکھایا جاتا ہے۔ صاحبزادہ لئیق احمد صاحب سے اب سلسلہ سجادگی میں باقاعدگی ہے۔

(ماخوذ (۱) تذکرہ کا ملان رامپور ۱۹۲۹ء)

(۲) انوار تیراہی - ۱۹۰۷ء

(۳) دو سو سالہ جشن عرس پر شائع

جناب صاحبزادہ

لئیق احمد جمالی سجادہ نشین کا کتابچہ

ریجم تا ۷ صفر ۱۴۰۹ھ)

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایساں کتم خاتمہ

اگر دعوت تم رد کنی و قبول من و دوست و دامان آل رسول

الْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى الْإِخْتِيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الرَّقِيقِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ.

تدوین

محمد اجمل چشتی محمودی (انگولرٹوی)





عمادۃ العارفين قدوة السالكين مبلغ علم عرفان عوام کرام فانی پیر طریقت
حضرت خواجہ

محمد فیض اللہ تیراھی قدس اللہ
محمد فیض اللہ تیراھی سرور العزیز

(جدید اعلیٰ مشائخ چورہ شریف)

ولادت باسعادت | کوہاٹ کے ایک نواحی قبیلہ موضع شادخیل

میں حضرت مولانا خان محمد کے علم و فضل کا شہرہ آفاق عالم میں تھا
آپ ضلع بھر کے مستند ترین علماء کے سرخیل تھے۔ آپ کے ہاں ۱۲۳ھ
بمطابق ۱۸۱۰ء میں ایک انتہائی سعید و طالع مند بیٹا پیدا ہوا۔ جس
کا نام محمد فیض اللہ رکھا گیا۔ حضرت مولانا خان محمد کا شجرہ نسب ۲۹ واسطوں
سے امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ملتا ہے۔ انوار تیراھی میں تحریر ہے کہ آپ ہی حنا ندان
نقشبندیہ چوراہیہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ ہی اپنے نخت جگر خواجہ نور محمد
تیراھی رحمۃ اللہ علیہ کو چورہ شریف میں مستقل قیام پر آمادہ کرنے میں مدد و
معاونت ثابت ہوئے۔ یوں آپ موجودہ دور تک آئینہ والی چھ پشتوں میں
درجہ ولایت پر فائز رہنے والے مشائخ چورہ شریف کے مورث
اعلیٰ ہیں۔

سلسلہ نسب

قاصی محمد عادل شاہ خاندان چوراہیہ کی نہایت ہی مقتدر صاحب علم شخصیت ہیں۔ آپ کے علم و تدبیر کا یہ عالم ہے کہ تمام متداول علماء برصغیر آپ کی ثقاہت علمی کے معترف تھے۔ انوار تیراہی کے حرف آغاز میں آپ نے جن علماء کرام کا ذکر کیا ہے ان کی علمی و عملی عظمت کا ایک زمانہ شاہد ہے۔ اس انوار تیراہی کے صفحہ ۲ پر آپ رسم طراز ہیں۔

شجرہ نسب مولف

محمد عادل شاہ بن حضرت خواجہ دین محمد بن حضرت خواجہ نور محمد بن حضرت خواجہ فیض اللہ بن حضرت خان محمد بن حضرت علی محمد بن حضرت شیخ سلمان بن حضرت شیخ سلطان بن حضرت شیخ الاسلام بن حضرت شیخ عبد الرسول بن حضرت شیخ عبدالحی بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ رفیع الدین بن حضرت نور الدین بن حضرت نصیر الدین بن حضرت شیخ سلیمان بن حضرت یوسف بن حضرت محمد فرخ شاہ معروف بہ شہاب الدین کابلی بن حضرت نصیر الدین بن حضرت محمد مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ مولیٰ بن شیخ بیٹھان بن حضرت محمد مسعود بن حضرت عبد اللہ الواعظ بن حضرت عبد اللہ الواعظ الاکبر بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم بن حضرت سیدنا نصیر الدین بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ سکنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئی تھیں۔ انہی کے بطن سے حضرت نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے تھے۔

یوں بقول حضرت قاصی محمد عادل شاہ چوراہی آپ کے پردادا حضرت

خواجہ فیض اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروقی النسب ہیں۔

تعلیم و تربیت | نبی الانبیاء، فخر الرسل سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ واثنا

نے دینِ اسلام کے جس منشور کو عملی جامہ پہنایا اس میں ترکِ دنیا کر کے اہیانہ انداز میں کسی کو نے میں بیٹھ رہتا یا جھنگلوں اور ویرانوں کو مسکن بنا کر دنیائے عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا غیر پسندیدہ عمل ہے اسی تعلیم و تربیت کا مظہر تھا۔ کہ گزشتہ دو سو سال سے قبل علم کی تکمیل علمِ جہاد کے بغیر سراسر نامکمل تصور ہوتی تھی۔ جو طالب علم سندِ فراغت حاصل کرتا تھا وہ نہ صرف دینی امور پر مضبوط گرفت تک پہنچ کر ہی اس کا تصور کر سکتا تھا بلکہ علمِ طب، ریاضیات، فلکیات کے ساتھ جہاد میں پیش آنے والے عوامل تیغ و تیر کے فن پر بھی معقول دسترس رکھتا تھا۔

جناب خواجہ فیض اللہ تیرا ہی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت قبلہ مولانا خان محمد نے صرف علومِ متداولہ میں متفرد تھے بلکہ فنِ حرب میں بھی فخر روزگار تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے اس سرمایہٴ افتخار والد قبلہ گاہی سے ۲۱ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے علومِ ظاہری کی تکمیل کی اور جب ۱۷۵۲ء میں احمد شاہ ابدالی مرہٹوں کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے واردِ برصغیر ہوا تو آپ اپنی حربی صلاحیتوں کے اظہار کا بہتر موقع جانتے ہوئے ابدالی افواج میں شریک ہو کر کفار کی سرکوبی کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ احمد شاہ نے واپسی پر جن مختلف سرداروں کو منصبِ امارت و سپہ سالاری عطا کئے ان میں رامپور کے سپہ سالار کے طور پر حضرت خواجہ کا تقرر تاریخِ برصغیر کا ایک واقعہ بھی شامل ہے۔ آپ ۱۷۶۵ء میں افواج

رامپور کے سپہ سالار تھے۔ اسی سال ارادت کے متعلق انوار تیراہی کے صفحہ ۳ پر قاضی محمد عادل شاہ فاروقی رستم طراز ہیں۔

ارادت | ایک مرتبہ جب آپ کا اتفاق سیر رامپور شریف ہوا تو آپ رحضرت قبلہ حاجی حافظ سید جمال اللہ شاہ گیلانی

قدس اللہ سرہ العزیزہ (یاروں سے کہنے لگے کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے۔ کہ احمد شاہ بادشاہ (احمد شاہ ابدالی) کے قلعہ اور باغ کو دیکھیں مگر پہلے چاہیے کہ اوراد و نفاقل سے فارغ ہو جائیں تاکہ فراغت سے سیر باغ و قلعہ کیا جائے۔ حاضرین نے عرض کی کہ اگر ارادہ سیر ہے تو بے شک ہم کو پہلے اپنے وظائف و اذکار معمولہ سے فراغت حاصل کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں سب اپنے اپنے معمولات و وظائف سے فراغت حاصل کر لو (معلوم ہوا کہ مردان حق کو اپنے اوقات اور ان میں کئے جانے والے اوراد و وظائف کی ادائیگی کا کس قدر خیال اور فکر ہوتا ہے۔) چنانچہ دن کا کچھ حصہ گزرا ہوگا کہ سب فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ اپنے ہمراہ حاضرین کو لے سیر کو روانہ ہوئے۔ جب باغ کی سیر سے فراغت حاصل کر کے قلعہ شاہی کے پاس پہنچے اس وقت حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ بلازمت سپہ سالار وہاں تعینات تھے جو اپنے کام (معائنہ افواج) میں مصروف تھے اور قلعہ کی دیوار پر کھڑے تھے۔ جس وقت خواجہ فیض اللہ صاحب کی نظر مبارک حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کی طرف ہوئی تو آپ نے متحیر ہو کر شاہ صاحب کی طرف دیکھا اور تیری القور دیوار سے اتر کر حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کے قدم مبارک میں آن کرے ایسی حالت طاری ہوئی کہ دو تین گھنٹے

تک آپ ہوش و حواس میں نہ آئے۔ زماں بعد آپ کو ہوش آیا اور انتظار سے تسکین ہوئی تو آپ نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو داخل طریقہ شریفہ نقشبندیہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب نے آپ کے ہاتھ پکڑ کر حضرت سید خواجہ محمد عیسیٰ صاحب کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور فرمایا اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے۔

حضرت خواجہ فیض اللہ صاحب نے اسی روز اپنی ملازمت ترک کر دی۔ اور ایک طرف ہو کر حلقہ بگوش حضرت خواجہ ممدوح ہوئے۔ آپ کا قیام رامپور شریف قریب دو ہفتہ کا رہا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ صاحب عام ملتان شریف ہوئے اور حضرت فیض اللہ صاحب کو واسطے خدمت اور حاضر باشی حضرت شاہ جمال اللہ مامور فرمایا۔

خدمت مشائخ کرام | چنانچہ حضرت محمد فیض اللہ صاحب آپ کی خدمت و صنو و لباس سے چار سال مستفیض

رہے۔ ۱۷۹۷ھ میں جب آپ اپنی عمر کے اکتالیسویں سال میں تھے حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے وطن کی طرف مراجعت کا حکم صادر فرمایا۔ ازاں بعد، ماہ ذالحجہ ۱۲۲۰ھ تک آپ بارہا اپنے مرشد پاک کی خدمت میں گنڈاپور اور انہی کی ہمراہی میں رامپور حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بڑے دلوے اور انہماک سے حاضر ہوتے رہے۔ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

وطن تیراہ شریف مراجعت : آپ ابدالی افواج کے ہمراہ ۱۷۵۳ھ

میں برصغیر کے مختلف گوشوں میں کفار کے خلاف نبرد آزما رہے اور پھر احمد شاہ کی مردم شناس نظر نے آپ کے سپرد ریاست رامپور کی سپہ سالاری سونپ دی۔ جہاں آپ ۱۷۹۷ء تک اپنے فرائض بڑی ہمت اور عظمت کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کی نگاہِ ناز کے اسیر ہو کر آپ نے ملازمت ترک کر کے خدمتِ مُرشد پاک کو اپنی زندگی کا حاصل بنا لیا اور چار سال تک اس لگن اور محویت سے حضرت صاحب کی خدمت میں منہمک رہے کہ کبھی اہل و عیال یا وطن کی یاد کا شائبہ بھی آپ کے دل میں نہ گزرا۔ بالآخر حافظ صاحب نے اہل افغانستان کے مغربی علاقہ جو خوش قسمتی سے حضرت خواجہ کا آبائی وطن بھی تھا کی تربیت کے لئے آپ کو وطن واپس جانے کا حکم صادر فرمایا۔

موضع ڈوڈھ ضلع کوہاٹ میں تشریف آوری

حکیم شیخ پر وطن واپس لوٹتے ہوئے آپ قبائلی علاقہ کے ایک معروف قصبہ ڈوڈھ ضلع کوہاٹ میں قیام فرمایا ہوئے۔ ان دنوں اس گاؤں میں تپ کی بیماری عام ہو رہی تھی۔ ویسے بھی یہ وہ علاقہ تھا۔ جہاں آپ کے والد قبیلہ گاہ کے شاگرد اور آشنا رہائش پذیر تھے۔ دو تین روزہ قیام ہی میں مخلوقِ خداوندی آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے لگی۔ آپ کے تعویذات اور دم زود اثر ثابت ہوئے اور آپ کے قدم مبارک کی برکت سے لوگ اس مرض سے شفا یاب ہونے لگے۔ اہل علاقہ کے اصرار پر آپ کو اس علاقہ میں اپنا قیام ۳ ماہ تک طویل کرنا پڑا۔ اس اثنا میں خلقِ خدا آپ کے فیضان سے

ظاہراً اور باطناً سیراب ہوتی رہی۔

دوسری شادی | ۲۱ برس کی عمر میں جب آپ نے اپنے قبلہ گاہ اور دیگر اساتذہ کرام سے تکمیلِ علم کر لی تو آپ کے

قریبی عزیزوں میں آپ کی شادی کر دی گئی۔ جب آپ احمد شاہ ابدالی کی افواج میں شامل ہو کر مصروفِ جہاد ہوئے اور اپنے وطن سے دور

ہوئے۔ اس وقت آپ کے ہاں ایک لڑکی متولد ہو چکی تھی۔ قیامِ ڈوڈہ کے دوران علاقہ کو ہاٹ کے مفتی اعظم حضرت مولانا قاضی عبدالمجید

صاحب جو حضرت خواجہ کے والد قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید بھی تھے بصد ادب اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں

دینے کی درخواست کی۔ قاضی صاحب کی یہ بیٹی علومِ متداولہ میں نہ صرف تاک تھی بلکہ کتبِ درسیہ خصوصاً کتبِ فقہ کا درس بھی پڑھایا کرتی تھی

اور قاضی صاحب کی نظر میں ایسی کامل العلم بچی کسی ایسے ہی کامل شخص کی زوجیت میں آنے کے قابل تھی۔ جو نہ صرف علومِ شرعیہ میں مہارت رکھتا

ہو بلکہ فنِ حرب میں بھی سپہ سالاری کے جوہر دکھا چکا ہو اور مسندِ فقر پر بھی ایستادہ ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: "فقیر اس میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا

آج کی رات استخارہ کروں گا۔ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تو نہایت مبارک اور اگر بصورتِ دیگر مجھ کو اجازت نہ ملی تو معاف فرمادیں۔ کیونکہ بندہ

اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا۔" جب استخارہ میں آپ کو منشاءِ ایزدی معلوم ہوا تو آپ نے حضرت قاضی صاحب کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشے۔ ہوئے

آپ کی بیٹی سے رشتہ ازواجِ قائم کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ یوں

ایک مستند علمی گھرانے سے آپ کے رشتہ داری کے تعلقات بھی قائم ہو گئے۔ اس استخارے میں آپ کو اشارہ دیا گیا کہ ایک فیضانِ الہی آپ کے پاس امانت ہے۔ جس کا اظہار اس رشتہ ازدواج سے تکمیل پذیر ہو گا اور اس سرزمین کے لئے باعثِ فخر دارین ہو گا۔ اطراف و اکناف کے ملکوں میں اس نور کی روشنی کی ضیا پاشیاں ہوں گی۔ یوں یہ تعلق موجب برکتِ عالم اور باعثِ شوکتِ اسلام ہو گا۔ چھ ماہ تک اس مقام پر قیام فرمانے کے بعد آپ اپنے آبائی علاقہ تیراہ کے موضع تیزنی میں پہنچے۔

تیزنی شریف تیراہ میں آمد اور زوجہ اول سے ملاقات

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اٹھارہ سال قبل تکمیلِ علوم متداولہ پر آپ کے والد قید گاہ حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی منشاء پر آپ کی شادی ہو گئی تھی اور جب آپ احمد شاہ ابدالی کی افواج میں شامل ہو کر کفارِ مہند کے خلاف مصروفِ جہاد ہوئے اور اپنے وطن کو خیر باد کہا۔ اس وقت آپ ایک بیٹی کے باپ بھی تھے۔ مگر بیٹی اور بیوی کی محبت نیز وطن سے وابستگی آپ کو علمِ جہاد بلند کرنے میں مانع نہ ہو سکی۔ آج اس طویل مدت بعد کہ بارہ سال تک فوجی ملازمت کی بند ترین سیڑھی پر فائز رہنے اور پھر چار سال تک اپنے پیشوائے کامل حضرت حافظ سید جمال اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں کمر بستہ رہنے کے بعد جب موضع تیزنی پہنچے اور اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ظاہر و مظہر زوجہ محترمہ نے مددِ پہچان کی بنیاد پر آپ کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ مزید برآں اس

گھر میں اب ایک (۱۹) انیس سال کی نوجوان بیٹی بھی تھی جس کا کسی غیر محرم کے سامنے ہونے کا سوال خارج از امکان تھا۔

آپ کی پہلی بیوی نے کہا: ”مجھے اپنے مالک کا یقین اس لئے نہیں آتا کہ شاید کوئی غیر محرم نہ ہو۔ میں آپ کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔“ یہ ایک عجیب امتحان تھا۔ اپنے وطن میں آکر اپنے گھر سے باہر رہنا خاصا ازیت ناک ہوتا ہے۔ مگر آپ نے نہ صرف اپنی زوجہ محترمہ کے اس امر کو بنظر پسندیدگی دیکھا۔ بلکہ صبر و رضا کی دہلیز پر اقدس رکھ کر امرِ الہی کا انتہا کرتے لگے۔ تین ماہ اسی کشمکش میں گزر گئے کہ اچانک رحمتِ حق جوش میں آئی۔ گاؤں میں ایک موت کے وقوع پذیر ہونے سے جنازے پر احباب کا اجتماع ہوا۔ جس میں آپ کے والدِ گرامی کے ایک مقتدر شاگردِ ادراب کے ہم سبق مولانا شیر محمد صاحب بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے فوراً حضرت خواجہ کو پہچان لیا اور باہم گفتگو میں اتنی طویل مدت تک گھر سے باہر رہنے کا ذکر ہوتا رہا۔ حضرت خواجہ نے بتایا کہ کیوں کہ مجاہدین میں شامل ہو کر پانی پیت کی لڑائی اور اس سے فراغت کے بعد رامپور کی سپہ سالاری اور پھر حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کے دہنِ رشد و ہدایت سے وابستگی رہی اور اب زبانِ مُرشد پر وطن واپسی ہوئی ہے۔ اب تین ماہ سے اس گاؤں میں جو میرا اپنا گاؤں ہے، جہاں میرا آبائی گھر ہے۔ جہاں میری بیوی اور بیٹی موجود ہیں۔ مقیم ہوں۔ مگر کوئی شناسا نہیں۔ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ صرف اس لئے گھر سے باہر دوسری جگہ پر قیام پذیر ہوں کہ میری پہلی بیوی

مجھے پہچانتی تک نہیں اور مجھے غیر محرم سمجھ کر گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے رہی۔ مولانا شیر محمد صاحب نے اہل دیہہ پر واضح کیا کہ حضرت خواجہ مولانا فیض اللہ ہی حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں اور میرے ہم سبق رہے ہیں۔ ہم دونوں کئی سال تک اکٹھے حضرت مولانا موصوف سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس پر معززین گاؤں کو یقین ہوا اور آپ اپنے گھر میں تشریف لانے کے قابل ہو سکے۔ شروع کے چند روز آپ کی بیٹی آپ سے پردہ کرتی رہیں جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہی میرے والد ہیں تو سب مل جل کر رہنے لگے۔

حضرت خواجہ نور محمد اور خواجہ گل احمد کی پیدائش

کچھ عرصہ کی رفاقت کے بعد حضرت خواجہ کی دونوں ازواج میں اس حد تک محبت و موانست ہو گئی۔ کہ آپ کی بڑی زوجہ محترمہ نے بارگاہِ خداوندی میں نذرمانی کہ اگر رب تعالیٰ چھوٹی بی بی کو فرزند عطا کرے تو وہ ہر روز (۱۰۰) سو نفاقل پڑھا کرے گی۔ ادھر چھوٹی بی بی جی نے وعدہ کر لیا کہ اگر اللہ کریم انہیں بیٹا دے گا تو وہ اسے بڑی بی بی کی گود ڈال دیں گی اور خود اس سے کوئی غرض نہ رکھیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سال چھوٹی بی بی جی کو فرزند عطا فرمایا۔ آپ نے حسب وعدہ خود اسے فی الفور بڑی بی بی جی کی گود ڈال دیا۔ بڑی بی بی جی نے اسے دودھ پلاتا شروع کیا تو رحمتِ خداوندی سے ان کے دودھ اُتر آیا۔ گویا یہ فرزند انہی کے ہاں تولد ہوا تھا۔ اس سعید بچے کا نام نور محمد رکھا گیا اور

آپ نے پیش گوئی کی کہ یہ بچہ فاندان نقش بند یہ کو بہت ہی فروغ دیتے
 کا باعث بنے گا اور کثیر مخلوق اس کے توسط سے نور نقش بند یہ
 سے منور ہوگی۔ خواجہ نور محمد دو سال سے کچھ زائد عرصہ بڑھی مائی صاحبہ
 کا دودھ پیتے رہے اور اس دوران اپنی حقیقی والدہ سے مطلق ایک
 مرتبہ بھی دودھ نہ پیا۔ بلکہ لب تک آپ کے سینہ مبارک پر نہ پہنچایا۔
 ازاں بعد چھوٹی بی بی جی کے لطن سے آپ کا دوسرا بیٹا ہوا۔ ان کا
 اسم گرامی گل محمد رکھا گیا۔ پنجاب اور برصغیر کا دافر حصہ حضرت خواجہ
 نور محمد۔ ان کے خلفاء اور اولاد سے فیض یاب ہوا۔ اسی طرح افغانستان
 کا ایک معتد بہ حصہ فیضان گل محمد رحمۃ اللہ علیہ سے جگمگا رہا ہے۔ اللہ
 رب العزت نے آپ کو پانچ بیٹے عطا فرمائے۔ ان کے اسماء گرامی حیدر
 ذیل ہیں۔

۱- خواجہ نور محمد ۲- خواجہ گل محمد ۳- خواجہ جان محمد۔

۴- خواجہ صالح محمد ۵- خواجہ محمد نور رحمہم اللہ اجمعین۔

بفضلہ تعالیٰ ان سب سے فیضان نقش بند یہ مجددیہ جمالیہ جاری و
 ساری ہوا۔

عشق مرشد رامپور سے رخصتی کے بعد تیراہ شریف میں
 قیام ہوا تو آپ ہر سال (۱۲۲۰ھ تک) مضافات
 ملتان میں موضع چوڑہ شریف زیارت مرشد (حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ گنڈا
 پوری) کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ برقت ملاقات آپ
 بیمار پڑ گئے اور طاقت رفتار آپ کے وجود سے جاتی رہی۔ جملہ احباب

طریقیت نے چوڑھ شریف جانے کا سامان کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت سفر چاہی۔

آپ نے بڑی رقت اور سوز سے یارانِ طریقیت کو دو پیغام دیئے اور فرمایا: (۱) کہ ”بارگاہِ مرشدی میں میری طرف سے دستِ بستہ عرض کریں کہ آپ کا غلام محمد فیض اللہ آپ کے دیدار کا طلب گار ہے۔ لہذا محروم نہ فرمایا جائے۔“

(۲) جب آپ دوستوں کی واپسی ہو تو حضرت کے قدم مبارک کے نیچے سے قدرے خاکِ پاک اٹھا کر ہمراہ لاویں جو کہ میری جان کا تریاق ہے۔“

سید ملا امان غازی۔ وارثِ خاں بنارسی اور مولانا ترین صاحب بیس روز کی مسافت طے کر کے حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ صاحب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے فرمایا ”تمہارے ساتھ ”دیوانہ“ نہیں؟ کیا سبب ہے۔ (سید صاحب حضرت خواجہ کے فرطِ محبت و والہانہ پن کو دیکھ کر آپ کو ”دیوانہ“ کہا کرتے تھے) یارانِ طریقیت نے آپ کے حالِ واقعی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عرض گزار کیا اور آپ کے اضطرابِ دیدار کا ذکر کیا۔ سن کر حضور نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ جلد ملاقات کرائے گا۔“ احباب کی تیراہ واپسی پر فرمایا کہ دیوانے کو میرا سلام علیکم کہنا اور کہنا کہ میری ملاقات کے لئے عازم چوڑھ نہ ہو، ہم خود اس ملک میں آنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ راستے میں اختلافِ راہ ہونے کی وجہ سے ملاقات سے محروم

رہ جائیں۔

حسب وعدہ احباب نے حضور پیر و مرشد کے قدموں تلے کی مٹی
سنبھال لی اور واپس تیراہ پہنچے۔ حضرت خواجہ نے سب سے پہلے اپنی
امانت یعنی خاکِ پا طلب فرمائی۔

نسخہ کیمیا یعنی خاکِ پائے مرشد | اپنے قبیلہ و کعبہ و
مقتدی کے زیرِ پا

کی مٹی متے ہی آپ نے کچھ صاف پانی منگوایا۔ اس میں اس مٹی کو گھول
دیا اور فوراً اسے پی گئے۔ قدرت خداوندی ملاحظہ ہو کہ فوری طور پر
آپ کا تپ اور کمزوری ختم ہوئی اور آپ نو بہ نو ہو گئے اور چار روز
ہی میں بیماری کے تمام اثرات بشمول کمزوری جسم جاتے رہے۔

استمداد شیخ | انوار تیراہی میں قاضی محمد عادل شاہ صاحب
قدس اللہ سرۃ العزیز لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ

حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ جوڑہ شریف (مضافات ملتان) میں
اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ سید محمد عینی گنڈاپوری کی زیارت کی غرض
سے روانہ ہوئے۔ دس روز تک حالتِ سفر میں رہے اور تیرہ
نصف سفر طے کر چکے تھے۔ کہ شدید بیمار پڑ گئے اور زندگی کی طرف سے
ناامیدوں کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ چند دن اس حالت میں گزرے
ہوں گے کہ حضرت خواجہ سید محمد عینی شام کی نماز میں اسی مقام پر آٹھ بجے
جماعت ہوئے۔ نماز سے فراغت کے فوراً بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ
یہاں اس مسجد میں کوئی مسافر بیمار ہے؟ اس کی رہائش کہاں ہے؟

مازیوں سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ مسجد سے ملحق حجرہ میں بیمار پڑے ہیں
 سید صاحب حجرہ شریف میں داخل ہوئے۔ ابھی آپ نے اندر قدم ہی رکھا
 تھا کہ حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت طاری ہو گئی اور آپ
 وجد میں آگئے۔ مرشد کامل نے فی الفور انہیں اٹھا کر اپنے سینہ مبارک
 سے لگایا۔ تسکین دی اور فرمایا۔ کئی دن سے تم بیمار ہو۔ تم
 نہیں۔ بتاؤ کس چیز کے کھانے کی طرف طبیعت کی رغبت محسوس ہوں ہے
 تاکہ وہی تمہارے لئے تیار کی جائے۔ حضرت خواجہ عرض کرنے لگے۔ آپ
 کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ میرے لئے اس سے بڑی نعمت اور
 کیا ہوگی اور یہ شعر پڑھا۔

گمہ خوری یک لقمہ از نانِ نور
 خاک ریزی بر سر نانِ تنور

شاہ صاحب نے اپنے زاد سفر میں ایک جام میں سے قدر
 ہر لقمہ نکال کر آپ کو کھانے کے لئے دیا اور اسے کھانے کا حکم صادر فرمایا
 بیماری کی وجہ سے طبیعت مائل بہ غذا نہ تھی۔ تعمیل ارشاد کی خاطر دو
 تین لقمے تناول کئے۔ اشتہا مزید بڑھی آپ تمام ہر لقمہ کھا گئے اور صبح تک
 بڑے آرام کی نیند سوتے رہے۔ دوسرے روز طبیعت بالکل ہلکی پھلکی تھی۔
 اور بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ نہ کوئی دوا کھائی۔ نہ کسی اور علاج
 کی طرف متوجہ کی ہوئی۔ پس زیارت شیخِ کامل ہی شفا کے مرض کا
 باعث ہو گئی

حضرت خواجہ حیران تھے کہ حضور کو ان کی بیماری کی اطلاع کیونکر ہوئی

اور پھر یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں سفر کرتے ہوئے اس مقام پر ہوں۔ جہاں
آپ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ دریاقت کرتے پر پیر و مرشد کی زبانی
احوال سنئے۔

شاہ صاحب قبلہ فرمانے لگے: کئی روز سے مجھے بڑا اضطراب لاحق
تھا۔ بالآخر بے چینی اس قدر بڑھی کہ مجھے اپنی طبیعت پر قابو نہ رہا اور
میں نے ارادہ کر لیا کہ گھر سے نکل کر تیراہ پہنچوں اور تمہارے ساتھ
چند دن بسر کروں تاکہ میرے یہ وحشت اور اضطراب کے دن آرام
سے نکل جائیں اور حالت قبض سے فراغت حاصل ہو۔ جب میں
گھر سے روانہ ہوا تو عجیب اتفاق ہوا کہ ان دس دنوں میں ہر روز
مجھے ایسا رفتی سفر ملتا رہا جو دوران سفر میری ہر طرح سے نگہداشت
کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے تمام سفر میں نہ تو کوئی کلفت و تکلیف کا سامنا
کرنا پڑا۔ نہ ہی میری خدمت میں کوئی کسر رہی۔ یہاں تک کہ مجھے اس
مسجد کے دروازے تک پہنچا کر انہوں نے (رفیق سفر نے) فرمایا
اب میں جاتا ہوں تم مسجد میں خواجہ صاحب "دیوانہ" کے پاس جاؤ وہ
بیمار ہے۔ میں نے ان سے ان کا نام و نشان دریافت کیا۔ تو فرمانے لگے میرا
کیا نام ہے؟ میں تو ہمیشہ خدا کے بندوں کی تکلیف کے وقت ان کی امداد
کے لئے ہی مامور ہوں۔ اصل نام کوئی نہیں بتایا۔ (یعنی حضرت خضر علیہ
السلام کی امداد حاصل رہی)

چند دن دونوں پیر و مرید اسی مقام پر ٹھہرے رہے۔ زان بعد
حضرت خواجہ سید جمال اللہ شاہ گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت

کی خاطر رامپور روانہ ہوئے۔ کچھ دن ان کی خدمتِ اقدس میں رہ کر حضرت
خواجہ سید محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ واپس چوڑہ مشرف تشریف لے آئے اور
حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس تیراہ روانہ فرمایا۔ رامپور
سے روانگی کے موقع پر حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو
افغانستان (تیراہ) واپسی کا حکم فرمایا اور وصیت فرمائی:

مائیے دیں را بدنیا دادن از بے ہمتی است
زانکہ دنیا جملگی رنج است و دیں آساکش است
نعمت فانی ستانی دولت باقی دہی!
اندریں سودا حسرد داند کہ عین فاحش است

بکوش تا ولی صاحب نظر بدست آری

کہ نیست در دو جہاں دولتی ازین بہتر

مکن عمارت دنیا بکن عمارت دل

کہ عیش اعظم است این دل بقول پیغمبرؐ

زیارت حضرت خضر علیہ السلام | حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام

خوانی میں جناب خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ در آن حالانکہ میرے

پیر و مرشد حضرت خواجہ سید محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیشوا کے کمال

حضرت خواجہ سید جمال اللہ گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی وہاں موجود تھے

آپ تینوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور مجھے مبارکبادیں دیں۔

چشمہ فیضان | رامپور سے حضرت خواجہ سید جمال اللہ گیلانی قدس اللہ

سُورَةُ الْعَزِيْزِ كے فرمان پر جب آپ تیزی پہنچے تو جس مسجد میں آپ نے قیام فرمایا اس کے صحن میں ایک بلند چبوتر سا تھا اور وہاں ۵۰ گز کے فاصلے پر دو زیتون کے درخت تھے جن کے تنوں کی موٹائی آٹھ آٹھ گز کے برابر ہوگی۔ دونوں درخت امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں خشک ہو چکے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ باری باری ان درختوں سے ٹیک لگا کر کتاب لکھا کرتے تھے۔ پیاس لگنے پر پانی پیا کرتے اور باقی پانی ان درختوں کے تنوں میں (دامن میں) ڈال دیا کرتے۔ ایک ماہ کے اندر آپ کی دُعا برکت کا یہ اثر ہوا کہ دونوں درخت سرسبز ہو گئے اور بقول قاضی محمد عادل صاحبؒ ۱۹۱۰ء تک دونوں درخت شاداب تھے۔ گرد و نواح کے لوگ نسل در نسل حضرت خواجہ کی اس کرامت سے آگاہ ہیں۔

عمرِ آخر | آپ کی عمر قریباً بانوے (۹۲) سال تھی۔ وجود میں دردِ ریج رہنے لگی۔ جہاں کہیں ضرورت ہوتی۔ آپ پالکی میں بیٹھ کر وہاں چلے جایا کرتے۔ سیفِ زبان اس قدر تھے کہ زبان پاک سے جو نکل گیا وہی ہو گیا۔ جو کوئی بغرضِ دُعا حاضر خدمتِ اقدس ہوا مردوں کی جھولیاں بھر بھر لے جاتا۔ اہل حاجت کی حاجتیں چشمِ زدن میں پوری ہوتیں۔ اللہ کے فضل و کرم کا برملا اظہار ہو رہا تھا کہ وقتِ مراجعت آپہنچا اور یہ غوثِ دوراں، شہنشاہِ دولتِ عرفاں، غواصِ بحرِ معرفت۔ ۲ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ کو اس دارِ فانی سے عازمِ ملکِ بقا ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ

آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے سب سے بڑے فرزند

ارجمتہ حضرت باوا جی خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو سرزمین پنجاب میں
بمقام چورہ شریف مقیم فرمایا اور برصغیر کو اس نور کی ضیاء پاشیوں سے
منور کرنے کا سامان کیا۔ مشائخ چورہ شریف اتہی باوا جی خواجہ نور محمد
رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

مزار شریف

آپ کا مزار شریف آپ کے آبائی وطن اور
مقام ولایت جہاں حضرت خواجہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ
کو بوقت رخصت از رامپور شریف روانہ فرمایا تھا۔ موضع تیسری
مصافات واری سیراہ قبائلی علاقہ افغانیہ ملحق سرحد موجودہ افغانستان
میں مرجع خلائق ہے اور آپ خواجہ محمد فیض اللہ
ولی اللہ کے مقدس نام سے مشہور ہیں۔ ایک زمانہ آپ کے بحر
فیضان سے مستفید ہے۔

تدوین : محمد اجمل چشتی محمودی (الگولڑوی)

انصرام : رانا محمد جمیل خادم دربار عالیہ چورہ شریف
حضرت باوا جی فقیر محمد چورہی رحمۃ اللہ علیہ



افادات حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی - کتاب عین الفقر میں یہ بات بتائی ہے کہ فقیری کا اصل اصول نفس کشی ہے جسے انہوں نے اپنی - کتاب اور دیگر رسالوں کے ہر ایک حصے اور مقام میں مختلف عنوان اور طریقہ سے بیان کیا ہے اور حقیقت بات بھی یہی ہے کہ نفس ہی حصول کمال کا دار و مدار ہے۔ حکماء اور فقراء کو نفس کی تہذیب و ترتیب سے زیادہ خصوصیت ہے اور ان دونوں فریق نے اسے درجہ کمال پر پہنچانے میں بہت کوشش کی ہے مگر اقل الذکر کو آخر الذکر کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں۔ فقراء نے شریعت عرثاً کے پیرو ہو کر تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن میں بہت مبالغہ کر کے مراتب عالیہ حاصل کئے اور اَلْحَقُّ يَغْلُوا وَلَا يُغْلَى کے مصداق بنے رہے۔

گو حکماء نے بھی تہذیب نفس اور تزکیہ باطن میں کچھ حصہ لیا ہے۔ مگر ایک بالکل آزادہ طریق سے جس سے وہ کفر و الحاد میں بھی پڑ گئے اور مہربان فیاض کے فیض سے محروم رہے۔ مجھے اس وقت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آئی کہ آپ کا ایک ملاح گروہ سے سامنا ہو گیا۔ جو وجود باری تعالیٰ منکر ہونے کے علاوہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے

کہا وہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسی کشتی کی نسبت کیا کہتے ہو جو دریا میں خود بخود جا رہی ہو۔ انہوں نے کہا ممکن نہیں کہ کشتی خود بخود دریا میں چلے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بے شک تم سب کہتے ہو۔ مگر کیا یہ تمام علم ایک چھوٹی سی کشتی سے بھی گیا گزرا ہو کہ بغیر خدا کے چل رہا ہے اس بڑے بھاری جہاز کا بھی کوئی نافرما ضرور ہے۔ یہ بات سننے ہی وہ لوگ حیران ہو کر بالکل لاجواب ہو گئے اور اپنے ارادے سے باز آئے۔

فقراء سے میری مصنیف علیہ الرحمۃ کی مراد وہ لوگ نہیں جو دریا مانگتے پھرتے یا اپنے مکرو فریب سے خلق اللہ کو دام ترویج میں لیتے ہیں بلکہ فقراء سے وہ اولیائے عظام مراد ہیں۔ جو شریعت کے سچے پیرو اور دین حق کے اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں۔ خدا کے تعالیٰ انہیں دین حق کی نعت اور مدد کے لئے پیدا کرتا ہے۔ وہ خود بھی نیک راہ اختیار کرتے اور خلق اللہ کو بھی اسی طرف بلاتے ہیں۔ اسلام نے علمائے عامل اور فقراء کے کامل ہی سے ترقی کی ہے اور کرتا رہے گا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ **وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِدْقٍ أَوْ عَدْلٍ لَمْ يَدُلَّ بِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** ظ اس کے نیک بندے کم یا زیادہ ہمیشہ ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ جو دین حق کے حامی ہوتے ہیں، بلکہ اپنی ظاہری باطنی تمام قوت اسی کی محبت حمایت میں صرف کیا کرتے ہیں فرط محبت سے ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ **لَا يَخَافُونَ عُقُوبَةَ لَئِيمٍ كَوْنِي بَرٍّ كَوْنِي** تو کہا

کرے انہیں اس کی پرواہ نہیں) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یہی حالت تھی۔ کہ جب وہ اسلام سے مشرف ہوئے۔ تو گویا انہوں نے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں فروخت کر دیا۔ ابتدائے اسلام میں انہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں جن کی برداشت ہر ایک انسانی طاقت نہیں کر سکتی مگر حب اسلام نے ان پر ایسا قابو کیا تھا کہ وہ اپنے نفسوں کو مار کر بے نفس ہو گئے تھے۔ اگر ان کا نفس ہوتا تو وہ کسی کے کہے کا بُرا مانتے۔ اس کے تکلیف دینے سے ایذا پاتے۔ ان تکلیف و مصائب کے بیان کرنے کے لئے دفتر چاہیے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پتے خادم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی (یہ کسی کے غلام تھے) یہ کیفیت تھی کہ اسلام لانے کے بعد اُن کا آقا ان کی شکلیں باندھ کر جلتے پتھر پر ڈال دیتا تھا اور مار مار کر اُن سے کہتا تو بتوں سے بد اعتقاد ہو گیا ہے۔ تو اپنی بد اعتقادی سے باز آ۔ مگر وہ یہی کہتے اَحَدًا حَدًا نہیں کہیں۔ خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ آخر کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ تکلیف نہ دیکھی گئی اور انہوں نے اُس کے آقا کو روپیہ دے کر صرف خرید ہی نہیں لیا بلکہ انہیں آزاد کر دیا اور اب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس سے آپ نے اذان دینے کی خدمت پر انہیں منصوبیت کے ساتھ مقرر کیا۔ مجھے ان کے متعلق ایک اور قصہ یاد آیا وہ یہ کہ اُن کی زبان کسی قدر صاف نہ تھی۔ اس لئے اذان

میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ كُو اَسْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہا کرتے تھے۔ ایک روز صبح کی اذان کے وقت ایک صحابیؓ بولے کہ یہ ہمیشہ اذان میں ش (بالتقط) کوس (بے نقط) کہا کرتے ہیں۔ آج میں اذان دوں گا۔ اے لئے یہ صحابی اذان دینے کی عرض سے منارے پر دو تین دفعہ گئے مگر انہیں وقت ہی نہ معلوم ہوا اور اذان دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ہی جا کر اُس طرز پر جس کے وہ عادی تھے اذان کہی۔ ان صحابیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ش سے اس کی س (بے نقط) خدا تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت ان کے خلوص و اخلاص کی وجہ سے حاصل ہوئی

اسی طرح سے مجھے ایک اور قصہ یاد آیا جو صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صحابیؓ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے اور ہمیشہ نماز میں پانچوں وقت قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اس میں توحید و صفات کا ذکر ہے، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ یہ ہمیشہ نماز میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ہی پڑھا کرتے ہیں اور کوئی سورۃ پڑھنا جانتے ہی نہیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ تم اپنے دوستوں کا کہا کیوں نہیں مانتے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ فداک روحی و اُمی و اَبی۔ میں کیا فرق کروں مجھے اس سورۃ سے اُنسیت ہے۔ آپ نے انہیں معذور رکھا اور فرمایا حُبَّتْ اَيَّاهُ يُدْخِلُ الْجَنَّةَ (اس سورۃ سے تمہاری اُنسیت تمہیں

جنت میں لے جائے گی، اور لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ انہیں اس سورۃ سے محبت ہے۔ بہر حال جس نے جو کچھ مراتب پائے وہ محض خلوص و اخلاص اور محبت سے حاصل کئے۔

عاشقوں کے سرتاج حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ مجھے میں کیطرف سے ایمان کی بو آتی ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے پاس غتہ لے کر آئے تو وہ فرط اشتیاق سے رقص کرنے لگے اور آپ کے دندان مبارک کی شہادت کی خبر سنی تو انہوں نے اپنے تمام دانت شہید کر دیئے۔ خلوص و اخلاص سے کہتے ہیں۔

میں نفس کشی کے سلسلہ میں ایک اور قصہ بیان کرتا ہوں۔ جو ایک اوالعزم نبی کے متعلق اور حدیث شریف میں جس کا تفصیل سے ذکر ہے مختصر آید کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ جس طرح سے آزمائش کی اس درجہ کی آزمائش اس نے اپنے بندوں کی بہت کم کی ہوگی۔ آپ کا تمام مال و اسیاب گھر بار تباہ ہو گیا۔ اولادیکے بعد دیگرے فوت ہو گئی اور اب آپ کی باری آئی جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ لوگوں نے بستی سے دور کر دیا۔ اور آپ خوف کے مارے پاس تک نہ آتے۔ مگر آپ کی یہ کیفیت تھی کہ جسم میں کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ اگر کوئی کیڑا گر جاتا۔ تو آپ اُسے اٹھا کر اس کی جگہ پر یہ فرماتے ہوئے رکھ دیتے۔ کہ تیری روزی تو خدا

نے میرے جسم میں اتاری ہے۔ ایک مدت تک آپ اس میں مبتلا رہے اور ہر وقت صبر و شکر کرتے رہے۔ آخر کو وہ خدا کی آزمائش تھی جس کی معیاد ختم ہونی تھی۔ ایک روز آپ بہت بے قرار ہوئے اور پڑاگار کی جناب میں التجا کی۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسْتَعِیْنُ الصِّرَاطِ الرَّاسِ پروردگار تکلیف سے میری یہ حالت ہو گئی، آپ کو وحی ہوئی کہ تم اپنی جگہ پر پیر مارو جس سے ایک شیریں چشمہ پھوٹ نکلے گا۔ اس میں غسل کر کے اس کا پانی پینے سے تمہیں صحت ہو جائے گی۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ جس حال میں پہلے تھے اسی حال میں ہو گئے۔ آپ ہی کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نِعْمًا الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوْ اَبَّ طَرِیْقِیْ یُحِبُّ ہِمَارًا نِیْکَ بِنْدَہِ ہے جو ہر حال میں ہماری طرف ہی رجوع کرتا ہے۔

غرض انسان کے پاس ایک نفس ہی ایسی چیز ہے جس کی تہذیب و تربیت سے جو اتباع شرع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے وہ درجہ کمال کو پہنچ کر سعادت ابدی حاصل کر سکتا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اتباع شرع کے ساتھ خلوص و اخلاص بھی ہو۔ ورنہ محنت رائیگاں ہے۔ خلوص و اخلاص اور عشق و محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے نفس پر بہت جلد قابو ہو سکتا ہے مگر ساتھ ہی اس میں خوف بھی ہے کیونکہ اگر وہ محض لوجہ اللہ ہو تو اس سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو سکتا ہے اگر ذرا بھی اس میں نفسانیت کا شائبہ آگیا تو قلب مردہ اور نفس زندہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے تمام اولیائے عظام اور علمائے اعلام ہمیشہ اسکی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔ جس سے انہوں نے مراتب عالیہ پر پہنچ کر بڑی بڑی

اسلامی خدمتیں کیں۔ زمین کے بہت بڑے حصے آباد کئے۔ جہان میں انہوں نے اسلام بسایا اُسے روتق دی۔

فقراءے متاخرین میں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور بہت سے اولیائے عظام نے اس میں بڑا حصہ لیا۔ جو ان کے تذکرے دیکھنے سے خصوصیت رکھتا ہے۔ شائقین اور حامیان اسلام کو چاہیے کہ ان کے تذکرے دیکھیں۔ ان کی تقلید کریں کہ ان کا ہمیشہ کیا طرز عمل رہا ہے۔ کس طرح سے وہ اپنے طالبوں کی تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے۔ مگر نیک لوگوں کی پیروی کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ رِيسَ خَدَاكَ فَضْلُ بے جسے چاہے دے) نفس و شیطان انسان کا دشمن ہے۔ راہ خدا میں وہ حائل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بڑے بڑے اولیائے عظام اور علمائے اعلام باوجود ظاہری و باطنی مراتب و مناصب کے ہمیشہ درگاہِ نبوی میں نفس کے متعلق اپنی عاجزی ظاہر کرتے رہے ہیں۔



سلسلہ رشد و ہدایت

(حضرت خواجہ پیرزادہ محمد بدر الدجی مدظلہ العالی کی تبلیغی مساعی و دردادِ سفر)

۳۷ مئی ۱۹۹۲ء سالانہ عرس پاک قلعہ دیدار سنگھ۔

۱۸ جون سالانہ عرس پاک باسی والا ضلع سیالکوٹ۔

۲۰ جون سالانہ عرس پاک جھور کاہلوں۔

۲۶ جون ماہانہ ختم خواجگان لاہور۔

۳ جولائی ماہانہ ختم خواجگان راولپنڈی۔

۲۰ جولائی محفل ذکر منظور پورہ پلاٹ

۲۵ جولائی سالانہ محفل ذکر پڑیاہ ضلع سیالکوٹ۔

۲۸ جولائی ختم خواجگان شریف گوجرانوالہ۔

۲۹ جولائی سالانہ عرس پاک باواچی رحمۃ اللہ علیہ کوٹلہ سنگھ

۳۱ جولائی ماہانہ ختم خواجگان شریف لاہور

۴ اگست ماہانہ ختم خواجگان شریف راولپنڈی۔

۶ ستمبر محفل میلاد شریف منڈی صدر آباد ضلع شیخوپورہ

- ۹۔ ستمبر محفل میلاد شریف بھکھی سندھواں
- ۱۱۔ ستمبر محفل میلاد شریف گوجرانوالہ۔
- ۱۳۔ ستمبر سالانہ عرس پاک چک چھٹے ضلع شیخوپورہ۔
- ۳۰۔ ستمبر سالانہ عرس پاک منجھکے شریف۔
- ۴۔ اکتوبر محفل ذکر پنڈی بھٹیاں گوجرانوالہ۔
- ۸۔ اکتوبر محفل میلاد شاہوٹ۔
- ۱۱۔ اکتوبر سالانہ عرس پاک مینگرہ مالی والا۔ ناروال
- ۱۶۔ اکتوبر ختم خواجگان شریف لاہور
- ۱۷۔ اکتوبر گیارہویں شریف، گوجرانوالہ۔
- ۱۹۔ اکتوبر گیارہویں شریف، سیال ضلع اٹک
- ۳۱۔ اکتوبر میلاد شریف، مٹھیانوالہ۔
- ۶۔ نومبر ماہانہ ختم خواجگان راولپنڈی
- ۱۹۔ نومبر عرس پاک چھوڑ مسلم نزد ساٹکلہ ہل۔
- ۵۔ دسمبر محفل گیارہویں شریف، سرکال کسر۔
- ۱۱۔ دسمبر قبلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف چوڑ شریف
- ۲۰۔ دسمبر محفل ذکر میلو سیدو شکر گڑھ۔
- ۲۵۔ دسمبر سالانہ محفل ایصالِ ثواب۔ لاہور

۲۸ دسمبر جلسہ دستارِ فضیلت کمال پور ضلع شیخوپورہ

۳۰-۳۱ دسمبر عظیم الشان عرس پاک باوا جی رحمۃ اللہ علیہ چک ۲۰۹

۱۹۹۳

یکم جنوری ماہانہ ختم خواجگان راولپنڈی -

۵ فروری ماہانہ ختم خواجگان راولپنڈی -

۴ فروری ماہانہ ختم خواجگان گوجرانوالہ

۸ فروری ماہانہ ختم خواجگان - منجھکے شریف -

۱۲ فروری ماہانہ ختم خواجگان - لاہور

۱۳ فروری محفلِ ذکر چک جھمرہ -

۱۲ فروری عرس پاک مرٹھہ ۲۲ نزد سانگلہ ہل

۱۶ فروری عرس پاک - ڈگری نزد سانگلہ ہل -

۱۷ فروری محفلِ ذکر - کوٹ نیکو

۱۸ فروری (ختم چالیسواں) (محمد صادق مرحوم) فیصل آباد

۵ مارچ ۱۹۹۳ء کو صبح ۷ بجے آپ چورہ شریف سے تشریف لائے۔

اور منجھکے شریف میں برباد رطریقت حکیم غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور

کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ۱۰ بجے

قبل دوپہر راولپنڈی تشریف لے گئے اور پنج بھاڑ ماہانہ

ختم شریف خواجگان میں شریک ہوئے۔

منجانب: **دانا محمد جمیل** سیکرٹری جنرل بزمِ نقشبندیہ چورامہ پاکستان۔

بزم نقشبندیہ چوراہیہ

سلسلہ دعوت و ارشاد

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (اور اس سے بہتر اور کوئی بات
ہوگی کہ اللہ کی طرف بلایا جائے۔ نیک عمل کئے جائیں اور کہا جائے کہ میں
مسلمانوں میں سے ہوں)

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا
رَبُّكَ بِظَلَّامٍ اللَّعِينُ (جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اس
کی اپنی ذات کے لئے (ہی فائدہ مند) ہے اور جو کوئی بُرائی پر آمادہ
ہو تو اس کا بوجھ اور نقصان اسی پر ہے اور کیا تیرا رب بندوں
پر ظلم کرنے والا ہے؟ (سوالیہ انداز میں اس بات کا واشکاف
اعلان ہے کہ رب تعالیٰ کسی پر ظلم و زیادتی کرنے والا نہیں ہے۔)

یہ دونوں آیات کریمہ سورہ حٰم۔ سجدہ سے ہیں۔ بیعت
رضوان سے لے کر آج تک نبی کریم، رؤف الرحیم کی اس سنت پر عمل پیر
گروہ اصفیاء و اتقیا جنہیں عرف عام میں مشائخ سلاسل تصوف کے
نام سے پہچانا جاتا ہے کا عمل اتباع سنت کا کامل مظہر رہا ہے۔ ان
کی تمام تر کوشش ہوتی ہے کہ اہل ایمان کو اللہ کی طرف دعوت (اتباع
جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دی جائے۔ عمل صالح کی

طرف راغب کیا جائے اور ان میں یہ جذبہ بیدار کیا جائے کہ انہیں اپنے آپ کو "گروہ مسلمین" میں شمار کرتے ہوئے فخر و انبساط ہو۔ یہ مردان حق اللہ اور بندے کے تعلق کو مضبوط و مستحکم کرنے کی سعی میں ہوتے ہیں۔

پیران چوہرہ شریف گزشتہ ڈیڑھ صدی سے ایک عزم محکم کے ساتھ اس جادۂ منزل پر گامزن ہیں اور کوشاں ہیں کہ مخلوق خدا کو مادی فوائد و محاصل کے عمل سے راجح الی اللہ کیا جائے۔

دورِ حاضرہ مادی لحاظ سے انتہائی پرفتن ہے۔ مالی دنیا کمانے کے ضمن میں حلال و حرام کی تمیز ختم ہے۔ ہر کوئی دنیاوی عیش و آرام کے حصول کی خاطر احکام الہی کو پس پشت ڈالتے ہوئے بس ایک ہی فکر میں غلطاں ہے کہ جلد از جلد امیر کبیر بن کر لوگوں میں اپنا مرتبہ منوالوں۔ یہ سمجھا جا رہا ہے کہ سے لے زر توحید انیت و لے سجدا ستار العیوبی و متاضی الحسب جاتی

ایسے خطرناک زمانے میں زیب سجادۂ چوراہیہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمن مدظلہ اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ طریقت اور رشد و ہدایت کو اپنے خون سے سینچنے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چوراہیہ کی صدیوں سے قائم بنیادوں پر ایک مستحکم عمارت تصوف قائم کر کے یہ راسخ کرنے میں سرگرم عمل ہیں کہ یہ سلسلہ جائز ذرائع سے حصولِ معاش کی نفی نہیں کرتا بلکہ یہ سبق دیتا ہے کہ اپنی شبانہ روز محنت سے کما کر نہ صرف اپنے اہل و عیال

کی بہتر تربیت کرو۔ بلکہ حکمِ خداوندی کے مطابق وِمَارَ زَقَاتِهِمْ
يُنْفِقُونَ (جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو) پر عمل کرتے
ہوئے ہر فعل کو اطاعتِ الہی کے تابع کر لو۔ حضرت پیر خواجہ نور محمد
حضرت پیر خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی صالح و نیک اولاد شریف
روز مخلوق خدا کی اصلاح میں کمر بستہ ہے۔

آج کے دور کی اصلاحی ضروریات کے پیش نظر محترم صاحبزادہ صاحب
نے جگہ جگہ بزمِ نقشبندیہ کے مراکز قائم کر کے ایمان میں استحکام و زیادتی
کا سامان مہیا فرمایا ہے اس طرح دورِ حاضرہ کی نفسیاتی کیفیت کو سامنے
رکھتے ہوئے اس مستحسن اقدام کے فروغ کے لئے ہم سب پیر بھائیوں
اور متعلقین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چوراہیہ کو داسے درے قدمے سنے آگے
آنے کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ اس شمعِ صوفیوں کی تابانیوں
سے سارے عالم کو روشن کرنے میں پیش پیش ہوں۔

پیرانِ عظامِ قرُونِ اولیٰ سے مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت
دینے میں مصروف ہیں اور ان کا ہر قدم عملِ صالح کی طرف بڑھنے
کا پیغام ہے۔ یاد رہے کہ عملِ صالح۔ نیوں، صدیقیوں، شہیدوں
اور ولیوں کی راہ ہے۔ اسی راہ کو راہِ مستقیم قرار دیا گیا ہے۔
اسی پر عمل پیرا ہونے والوں کو انعام یا فتکات کا خطابِ خداوندی
ہے۔ اعمالِ صالح ہمارے ذاتی مفاد میں ہیں۔ پیرانِ عظام کو اس سے
براہِ راست کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ کریم کے فرمان کے
مطابق اعمالِ غیر صالح ہماری اپنی ذات کے لئے نقصان دہ ہیں اور

خداوند تعالیٰ تو یہی فرماتے ہیں اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ وہ اپنے بندوں کے لئے سراپا رحمت ہے اور پیران عظام اسی باب رحمت کی طرف داعی ہے۔ بزیم نقشبندیہ چورامیہ اسی کی طرف راہ ہدای ہے

وَابْتَكَانِ مَشَاحِجِ چوڑہ شریف کے لئے یہ پلیٹ فارم نہ صرف

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الصَّبْرُ وَصَابِرُونَ وَالْطُّورُ

پر گامزن ہونے کا آسان اور سیدھا راستہ ہے بلکہ ان کے جذبہ عمل و اخلاص کو بھی بہتر کرنے کا سبب ہے۔ بزیم سے وابستگی ایک طرف مذہبی تشکیک کو دور کرتے کاموثر ذریعہ ہے تو دوسری طرف رغبت الی اللہ کی بہترین راہ ہے "ضعف قلب" کاموثر علاج ہے اور عزیمت و ہمت کی مستند منہاج ہے۔ جو ہے جہاں ہے اس بحرِ فقار سے یوں وابستگی کا اہتمام کرے جیسے پہاڑوں میں بہہ نکلتے والے چھوٹے چھوٹے ندی نالے کہ مرکزی دریاؤں سے وابستہ ہو کر ان کی راہ نہ صرف آسان ہو جاتی ہے اور راستے کی الجھنوں رکاوٹوں کی زد میں آنے سے محفوظ ہو کر سفرِ زندگی طے ہوتا ہے۔ بلکہ امور دُنیا میں پیش آئیے والے مصائبِ آلام سے بھی نبرد آزما ہونے میں کافی آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

آئیے منہاج نبوت کی ضیاء پاشیوں سے اپنے قلبِ روح کو منور و مستمیر کرنے کیلئے بزیم نقشبندیہ کو مزید فعال بنائیں اور دامے درمے۔ سخنے اسکی استعانت کر کے مشائخ چوڑہ شریف اور ان کے توسط سے جناب نبی الانبیاء احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں۔

صلوات عام ہے یا رانِ نقطہ داں کے لئے

(میاں نذیر حسین نقشبندی امیر اعلیٰ بزیم نقشبندیہ چورامیہ فیصل آباد)

بھولائی پھی (سادہ دل رُوح)

مشائخ چورہ شریف کے کمالاتِ عالیہ میں ایک خاص چوہرہ یہ تھا کہ آپ نہ صرف براہِ راست اپنے مریدین کی تربیت فرماتے اور ان کے روحانی عروج میں ان کی استعانت فرماتے بلکہ اپنے حلقہ کے ارادت مندوں کو بھی خصوصی نظرِ کرم سے نوازنے میں بڑی فراخ دل کا ثبوت دیتے۔

ایسے ہی فیض یافتگان میں حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوطن لکھنؤ الہ چک نمبر 226 رکھ متصل فیصل آباد ایک ممتاز مقام پر فائز بزرگ ہیں۔ آپ اوائل عمر ہی میں علوم متداولہ کی تکمیل سے فراغت پا کر حضرت پیر خواجہ سید گلاب شاہ صاحب شیخوپورہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس جوہرِ قابل کو اپنے شیخِ کامل حضرت پیر خواجہ دین محمد صاحب المعروف بہ حضرات ملاں صاحب کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ حضرت قبلہ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جو آخری عرسِ مبارک حضرت پیر خواجہ نور محمد تیراھی رحمۃ اللہ علیہ منعقد فرمایا۔ اس میں حضرت مولانا صاحب مذکور کو جس محبت و موانست کے ساتھ مع اپنے مریدین شرکتِ عرس کی دعوت دی اس کا عکس پیش خدمت ہے

عکسِ خط

صادق الاعتقاد من مومنین علیہ السلام بعد از سلام علیکم و شوق ملاقات کے واضح ہو کہ عرس شریف جناب مولانا حضرت خواجہ نور محمد صاحب المعروف جناب بابا جی صاحب تیراہی کی تاریخ ۱۲ و ۱۳ شعبان ۱۳۲۵ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ہے۔ چونکہ فقیر کی عمر ہی اب اخیر ہے اور از حد زیادہ ضعیفی اور ناتوانی ہے۔ اور پارانِ طریقت کے ملاقات کی از حد خواہش ہے کیونکہ زندگی کا کچھ بہرہ نہیں ہے۔ اسلئے بذریعہ رقمہ بذمطبع کیا جاتا ہے کہ تاریخ مقررہ پر جمعہ اجاب خود رونق افروز ہو کر حضرت جناب بابا جی صاحب علیہ رحمۃ کے روح مبارک سے فیضاب ہوویں۔ اور فقیر کو خوشنود فرماویں۔ خصوصاً ضعیف قلب والوں کی واسطے اس موقع پر ناہایت ضروری ہے

الراقی
فقیر دین محمد المشہور بہ حضرات ملا صاحب سجادہ نشین
ساکن چورہ شریف ڈاکخانہ بسال۔ ریلو اسٹیشن لنگر

حضرت مولانا کی دیگر علمی کاوشوں کے علاوہ آپ کی ایک مختصر منظوم "بھولا پنچھی" کے نام سے شائع ہوئی جس میں آپ نے بڑے سادہ اور دلکش انداز میں روح کو اس دنیا میں درپیش مشکلات کا ذکر کر کے اسے اپنے اصلی گھر حقیقت کی طلب و تمنا کا درس دیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ پنجاب بھر کے عوام اور خصوصاً فیض یافتگان پیران چورہ شریف کی درد زبان تھا۔ تبرکاً پیش خدمت ہے۔

بھولا پنچھی

(بھولی بھالی رُوح)

ایٹھوں اُدجا بھولیا پنچھیا وے توں اپنی جان بچا
 ایٹھے گھر گھر مہا ہیاں لگیاں تینوں لین نہ مول پھسا
 تیرا آہناں عرش عظیم تے وے توں دیں قدس دا شاہ
 سرتاج پہنا تکریم دا مینوں کیتو نے بادشاہ
 تینوں دانگ نوٹے اپنے کرجیا آپ خدا
 تینوں سچہ دکتا قدسیاں کوئی ادبوں سیس جھکا
 چھڈ شاہی ملک دوام دی ہن قیامت دی بنیوں آ
 ایٹھے عاشق ہو گیسوں آن کے دل جیفے تے لا
 توں نور یوں خاکی ہو گیسوں بیٹھوں بھرم گوا
 ہن آون جوگا نہ رہیوں تینوں کیستہ اعرص بتاہ
 ایہہ دنیا گھر تکلیف داتے عم درداں دی حباہ

۱۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ -
 ۲۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی سُوْرَتَيْهِ كِي طَرَفِ اِشَارَه -
 ۳۔ الدُّنْيَا سَبْحَنَ الْمُؤْمِنِ اِشَارَه
 ۴۔ الدُّنْيَا جِيْفَه كِي طَرَفِ اِشَارَه -

ایٹھے جو آیا سو ماریا تیرے دل وِج کا ہدا چا
 ایٹھے بول نہ مٹھیاں بولیاں وے توں چپکے جھٹ لنگھا
 تیرے مگر شکاری موت دے کوئی بیٹھے تاک لگا
 جدوں دھون کوڑکی آگئی پھر پیش نہ جاسی کار
 تیری گردن چھری چلان گے تیرا دین خون وگا
 تیریاں نیکیاں کر کے بوٹیاں وچہ ہانڈی دین گے پا
 تیرے بھن کباب بنان گے اچھے ویلا امی اڈجا
 ایٹھے گھر گھر ڈاکو و سدے جنہاں خوف نہ مول خدا
 ایٹھے ڈاکو پین دوپہر نوں تینوں کر سن مارتبہا
 ایٹھے عدل نہ کر دے بادشاہ ایہہ حاکم قہر خدا
 ایٹھے قاضی کھا کھا رشوتاں کوئی سولی دین چڑھا
 ایٹھے عمل نہ اندر عالماں نالے زُہد نہ وِج فقرا
 ایٹھے صبر نہ اندر صوفیاں گل تسیح مکر ریا
 ایٹھے رسم نہ وِج نمازیاں ایہہ حاجی غضب الہ
 توں نظاہری شکلاں ویکھ کے بیسیا دھوکا بہیں نہ کھا
 وے توں ویکھ نہ بھلیں داڑھیاں ایہہ اندرون نئیں صفا

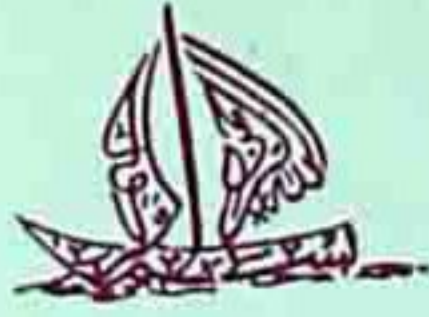
اینہاں دُنیا ٹھگن واسطے کوئی مُتھّے لے گھسا
 جیہڑے سجن تینوں جسا پدے اوہ وِچوں نی بدخواہ
 ایٹھوں جان بچالے مُور کھا توں دیس اپنے نوں جبا
 ایٹھے چور اُچکے چودھری جہتاں شرم نہ مُول حیا
 ایٹھے کھوٹا کھرا نہ پر کھدے پئے وکدے اکو بھا
 ایٹھے بیو پتر اندیاں گلاں تے چھریاں دیہن چلا
 ایٹھے یار یاراں نوں مار دے کر کے ظلم جفا
 ایٹھے دھر کلوتر چیر دے اوہ ذکر آیا بے گتہا
 ایٹھے چاہن چنہ خلیلؑ نوں اوہدے گل وچہ پاک بھپاہ
 ایٹھے یوسفؑ کھوہ وچہ سٹدے ہتھیں آپ بھیرا
 ایٹھے اٹھیاں کرن یعقوبؑ نوں چسالی سال روا
 ایٹھے دند توڑا لے آن کے جنہاں شان لولاک لَمَا
 نالے ماریا مولا مرتضیٰؑ کل ولیساں دا پیشوا
 ایٹھے زہر پلا کے حسنؑ نوں دینے کد مار مُکا

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرف اشارہ ہے۔

ایتھے ذبح کر اہن حسینؑ نوں خنجر ہبیٹھ لٹا
 ایتھے بدر منور صورتاں قبریں دیندے پا
 ایتھے سوہنے پھل گلاب دے گھٹے دیہن رُلا
 ایتھے رنڈیاں ہون سہاگناں اے منوں نہ کھتر اچا
 ایتھے گانے بنھن والیاں رو رو مارن ڈھا
 ایتھے پیر پیغمبر اولیا سب بستر گئے اٹھا
 ایتھے سدا نہ رہنا مورکھا اینہوں آکھن دارنا
 ایہہ دیس بیگانہ کھلیا ایتھے نہ دل اپنا لا
 تینوں ساتھی پئے اڈیکدے کدی مڑ وٹناں ول جاہ
 تیرا لٹاں سفر مسافرا توں کلیتاں پیناں راہ
 تینوں دیس نکالا دیہن گے سب بل کے بھین بھرا
 ہن نلکھاں والے آن کے توں بیٹھوں وطن مھلا
 ایتھوں پل عبد اللہ چلیے ایہہ دُنیا بے وفا

نوٹے: بھولا بچھی میں دُنیا کی عام حالت بیان کی گئی ہے۔ اُن نمازیوں
 حاجیوں، عالموں، صوفیوں اور دارِ اُٹھی والوں کی شکایت کی ہے جو خدا سے
 نہیں ڈرتے، ریاکار اور معاملات کے خراب ہیں بظاہر رینہ کار بھر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صد سالہ

رہنمائی اجتماع

صدائے تقریبات عرس مبارک

غوثِ دوراں، ہادیِ زمانِ غواصِ بحرِ ایتساں

حضرت پیر خواجہ باواجی **فقیر محمد** چورامی اللہ علیہ
مجیدی اجمتہ

انشاء اللہ ۳، ۴ اپریل ۱۹۹۲ء منعقد ہو رہا ہے

وابستگان مشائخ چورہ شریف، یارانِ طریقت سلسلہ نقشبندیہ،

مجیدیہ چورامیہ کو جو حق در حق

دعوتِ شرکت ہے

نظامِ ادارہ **مدرسہ مبارک**
چورہ شریف استاذِ عالیہ
مرکزی سجادہ نشین استاذِ عالیہ
چورہ شریف ضلع اجمتہ

تواضع



مسجد فقراء

مسجد فقراء حضرت باوا جی خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی ابدی یادگار ہے اور وسعت و تعمیر نو کے تکمیلی مراحل میں ہے۔
 تزئین و آرائش بنیت کعبہ کا دوسرا مرحلہ شروع ہے۔
 اس میں شرکت نہ صرف رضا جوئی مولانا عالی ہے۔ بلکہ مشائخ چوڑہ شریف کی خوشنودی کا بھی باعث ہے۔
 حضرت قبلہ باوا جی رحمۃ اللہ علیہ کے وابستگان کے لئے شرکت تعمیر کا نادر موقع۔
 صلائے عام ہے یا ران نکتہ وان کھلے
 فیضانِ کرم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر یا ران طریقت کھلے حصولِ فیوض و برکات کا ذریعہ ہے۔

رحمتِ حق بہا۔ نمی جوئید
 رحمتِ حق بہا نہ می جوئید

الداعی الی الخیر و الحسنا
 میاں نذر حسین نقشبندی
 منصور اعلیٰ تعمیراتی کونسل
 امیر اعلیٰ بنم نقشبندیہ
 چوراہیہ
 ۳۹۳۔ ڈی بلاک
 پیلن کالونی براہ فیصل آباد